

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسٹیلی

گیارہویں اسٹیلی آٹھواں اجلاس

مباحثات 2019ء

(اجلاس منعقد ۱۱ فروری 2019ء بمطابق ۰۵ جمادی الثانی ۱۴۴۰ ہجری، بروز سوموار)

| صفحہ نمبر | مندرجات | نمبر شمار |
|-----------|--|-----------|
| 2 | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔ | 1 |
| 3 | دعائے مغفرت۔ | 2 |
| 3 | وقفہ سوالات۔ | 3 |
| 3 | پینٹ آف چیئر میں کا اعلان۔ | 4 |
| 32 | وقفہ سوالات | 5 |
| 35 | رخصت کی درخواستیں۔ | 6 |
| 36 | تحریک التوانہ نمبر ۱ مجاہب نصر اللہ خان زیرے۔ | 7 |
| 40 | سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ | 8 |
| 44 | تحریک مجاہب میر ظہور احمد بلیدی (وزیر حکومت عالیٰ تعلیم و حکومت اطلاعات) بابت بلوچستان میں مردم شماری اور بلدیاتی نظام میں اصلاحات لانے کے لئے مشترکہ فرادراد نمبر ۱۲ پیش کرنے کی اجازت۔ (تحریک منظور ہوئی) | 9 |

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

مورخہ 11 فروری 2019ء بمقابلہ 06 جمادی الثانی 1440 ہجری، بروز سموار بوقت سہ پہر 04:00 بجکر 20 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

سردار بابر خان موسیٰ خیل (جناب ڈپٹی اسپیکر)۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُ الْضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبَحُتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ مَثُلُّهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۝ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَ تَرَكُهُمْ فِي ظُلْمَتِ لَّا يُبَصِّرُونَ ۝ صُمُّ بُكْمُ عُمُّ فِيهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

﴿ پارہ نمبر ۱ سورہ المیقرہ آیت نمبر ۱۲ قاتا ۱۸ ﴾

ترجمہ: یہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بد لے میں خرید لیا، پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ انکے نور کو لے گیا اور انہیں اندر ہیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے۔ بیرے گوئے انہے ہیں پس وہ نہیں لوٹتے۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّاً أَبْلَاغٌ۔

سردار بابر خان موسیٰ خیل (جناب ڈپٹی اپسیکر)۔ جزاک اللہ۔ ہم اللہ الرحمن الرحيم۔
احمد نواز بلوج۔ جناب اپسیکر!

جناب ڈپٹی اپسیکر۔ جی احمد نواز صاحب۔

احمد نواز بلوج۔ گز شتنے دنوں ساڑھے 09 بجے کے قریب کونٹہ میں کچھری کے سامنے ہمارے ایک ڈاکٹر جو کہ انہیانی غریب علاقے سے اسکا تعلق ہے، ایک گاڑی نے ٹکر مار کر اسکے پیر کو کچل دیا۔ جس کو سول ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں علاج نہیں ہونے کے باعث انہیں کراچی منتقل کر دیا گیا جہاں اُس کی ناگہ کوکٹ دی گئی۔ جناب اپسیکر! FIR انداراج کرنے کے باوجود اور یہاں سیف سٹی کی مدینیت میں اتنے پیسے ہونے کرنے کے باوجود اُس گاڑی کو اب تک نہیں پکڑا گیا ہے۔ لہذا اس ایوان کے توسط سے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے اس معاملج کی دادرسی کی جائے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر۔ شکریہ۔

نصر اللہ خان زیریے۔ جناب اپسیکر! ہمارے پروفیسر امان لوئی کا شہادت کا المناک واقعہ ہوا۔ 02 فروری کولور الائی میں۔ مرحوم کی ایصال ثواب کیلئے دعاۓ مغفرت کی جائے۔
(اس مرحلے پر مرحوم کی ایصال ثواب کے لئے دعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی اپسیکر۔ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ ۱۹۷۲ء کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت روائی اجلاس کیلئے حسب ذیل ارکین اسمبلی کو پیش آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتا ہوں:-

۱۔ میر جان محمد خان جمالی صاحب

۲۔ محترمہ شکلیل نوید نور قادری صاحبہ

۳۔ جناب اصغر علی ترین صاحب

۴۔ محترمہ یعنی ترین صاحبہ

نواب محمد اسلم خان رئیسانی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی اپسیکر۔ جی نواب صاحب۔

جناب اپسیکر! کچھ باتیں ایوان میں رواز کے مطابق ہوتے ہیں۔ کچھ باتیں روایت کے مطابق بھی پاریمیانی سیاست میں ہوتے ہیں۔ جناب اپسیکر! اس معزز ایوان نے بہت سارے قراردادیں unanimously پاس کئے ہیں اور بہت سے ایسے قراردادیں ہیں جو مرکزی حکومت کے حوالے سے اس ایوان میں پیش کئے تھے کہ جو China–Pakistan Economic Corridor کے حوالے سے پاکستان اور China کے

درمیان جو agreement-sign ہوئے ہیں، وہ مئی نے عرض کیا تھا کہ اب تک اس قسم کے قرارداد کی follow-up کیوں نہیں کی گئی؟۔ جناب اپیکر! یہ تو آپ کا بھی فرض بتا ہے اور آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ کا فرض بتا ہے کہ آپ جتنے بھی قرارداد جو مرکزی حکومت کے ساتھ یا صوبائی حکومت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق بتا ہو۔ آپ ضرور مرکزی اور صوبائی حکومت کے ساتھ ان کو take-up کریں۔ تاکہ ان قراردادوں کے بارے میں ہمیں کچھ پتہ تو چلے کہ ان پر کارروائی ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اپیکر۔ شکریہ! واب صاحب! یہ یقیناً آپ نے ایک اہم مسئلہ اٹھایا ہے۔ میں اس پر جلد مینگ کال کرتا ہوں کہ جو قراردادیں یہاں سے پاس ہو کر جاتے ہیں، ان کا follow-up کیا جائے۔ وقفہ سوالات۔ جی زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 5 دریافت فرمائیں۔

نصراللہ خان زیرے۔ سوال نمبر 5 مکمل صحبت کے سوالات ہیں منشڑ صاحب نہیں ہیں۔ پچھلی مرتبہ بھی یہ ڈیفر ہوئے تھے۔

منشڑ صاحب نہیں ہیں اگر آپ چاہتے ہو تو میں جواب دے دوں گا۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اپیکر۔ زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں منشڑ صاحب آئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک میرے چیبیر میں تھے۔ منشڑ صاحب آگئے۔

نصراللہ خان زیرے۔ سوال نمبر 5۔

5☆ جناب نصراللہ خان زیرے رکن اسمبلی 21 دسمبر 2018ء کو موئخر شدہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مکمل صحبت میں سال 2017ء تا ستمبر 2018ء کے دوران جو نیزرکلر، میڈیکل ٹینکنیشن، ڈپسٹر، ایکسٹر ٹینکنیشن اور درجہ چہارم کے تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع و تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر مکمل صحبت

تفصیل صحیم ہے لہذا اسمبلی لا بھری ملاحظہ فرمائیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر مکمل صحبت)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اپیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی۔

نصراللہ خان زیرے۔ جناب اپیکر صاحب! جو سوال کا جواب دیا گیا ہے اس میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں کوئی

350 سے زائد لوگوں کو کوئٹہ میں اُس وقت ملازمتوں پر لگائے گئے، نگران دور میں۔ یا اُس سے پہلے۔ تو ان میں کیا category رکھی گئی ہے؟۔ یہاں جواب میں نہیں لکھا گیا ہے کہ یہ ایک ضلع کے لوگ ہیں یا مختلف اضلاع کے لوگ ہیں۔ نہیں بتایا گیا ہے۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ جناب اپیکر! یہ کیونکہ ہم سے پہلے بھرتیاں ہوئی ہیں۔ جو پچھلی گورنمنٹ نے کی تھیں۔ باقی نگران گورنمنٹ نے کیا ہے۔ اُس میں اس طرح کوئی ریکارڈ نہیں ہے کہ کہاں کے ہیں، کہ ہر کے ہیں۔ بہر حال انہوں نے آرڈر کر دیئے ہیں۔ یہ ہمارے وقت میں نہیں ہوئے ہیں۔

نصر اللہ خان زیرے۔ جناب اپیکر! چونکہ ایک حکومت ہوتی ہے، ایک ڈیپارٹمنٹ ہوتا ہے۔ وہ ڈیپارٹمنٹ موجود ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے فنڈر صاحب تبدیل ہو گئے ہیں۔ لیکن جو ریکارڈ ہے۔ سیکرٹری ہے۔ ڈی۔ جی ہے۔ اُن سے کم از کم یہ تفصیلات آپ منگوا لیں۔

وزیر حکمہ صحت۔ جناب اپیکر! میں نے آج DG کو کہا ہے کہ اس کی مکمل تفصیل جواب ہمیں دے دیں۔ تاکہ ہم معزز رکن کو یہ بتا دیں کہ یہ کوئٹہ کے ہیں یاد گیر اضلاع کے ہیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر۔ جی جناب نصر اللہ خان زیرے! آپ اپنا سوال نمبر 98 دریافت فرمائیں۔
نصر اللہ خان زیرے۔ سوال نمبر 98۔

98☆ جناب نصر اللہ خان زیرے کن اسمبلی

کیا وزیر صحت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ صوبائی سنڈیکن ہسپتال کے ٹرامسینٹر میں قائم کردہ آپریشن تھیٹر زکی کل تعداد کتنی ہے؟۔ اور ان میں سے کتنے فعال اور غیر فعال ہیں؟۔ نیز سی ٹی اسکین میں تعینات کردہ مستقل ملازمین کے نام ببعد ولدیت، عہدہ، گرید، تعلیمی قابلیت اور لوکل/ڈو میسائل کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر حکمہ صحت

ٹرامسینٹر میں تین آپریشن تھیٹر موجود ہیں۔ جن میں دو آپریشن تھیٹر فعال ہیں جو کہ 24 گھنٹے تین شفتوں میں ایک جنگی سروہنگاہم کر رہی ہیں۔ اور آپریشن تھیٹر کے عملہ (اسٹاف نرسز، اوٹی اسٹینٹ، وارڈ باؤنے) کم ہونے کی وجہ سے مشکلات درپیش ہیں۔ جبکہ تیسرا آپریشن تھیٹر میں آپریشن ٹیبل، اسٹھیز یا میشین، اوزار، سامان اور عملہ نہ ہونے کی وجہ سے غیر فعال ہے۔ اور اس کی کو جلد پورا کر دیا جائے گا۔ ٹرامسینٹر کے سی ٹی اسکین میں تعینات سی ٹی اسکین ٹیکنیشن کی کل تعداد تین ہیں۔ جو کہ PPHI کی طرف سے کنٹریکٹ پر اکتوبر 2016ء سے کام کر رہے ہیں۔ جن کے نام ببعد ولدیت، تعلیمی قابلیت، گرید اور لوکل و ڈو میسائل درج ذیل ہیں۔

1- علی رضا ول محمد ایاز، ڈو میسائل کوئٹہ، تعلیمی قابلیت ٹریننگ سرٹیفیکٹ (Toshiba Company) تجربہ 14 سال، عہدہ سی ٹی اسکین ٹکنیشن، گرید 14۔

2- اظہار احمد ولاد امان اللہ، لوکل قلعہ عبداللہ، تعلیمی قابلیت ٹریننگ سرٹیفیکٹ (Toshiba Company) تجربہ 13 سال، عہدہ سی ٹی اسکین ٹکنیشن، گرید 14۔

3- اظہر حسین ولد محمد حسین، ڈو میسائل رحیم یار خان پنجاب، عہدہ سی ٹی اسکین ٹکنیشن، گرید 14۔

میر فضیب اللہ مری (وزیر ملکہ صحت)۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی۔

نصر اللہ خان زیریں۔ جناب اسپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ ویسے یہ ٹرامانسٹر کے حوالے سے ایک اچھی کوشش ہوئی کہ ٹرامانسٹر کا افتتاح ہوا۔ لیکن جو سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ ٹرامانسٹر میں تین آپریشن تھیزر ز موجود ہیں۔ جن میں دو آپریشن تھیزر ز فعال ہیں جو کہ ۲۲ گھنٹے تین شفتوں میں ایک جنی سرو سفر اہم کر رہی ہیں۔ اور آپریشن تھیزر کے عملہ (اسٹاف نرمن، اوٹی اسٹنٹ، وارڈ بولے) کم ہونے کی وجہ سے مشکلات درپیش ہیں۔ جبکہ تیسرا آپریشن تھیزر میں آپریشن ٹپیل، اسٹھیز یا میشن، اوزار، سامان اور عملہ نہ ہونے کی وجہ سے غیرفعال ہیں۔ اور اس کی کو جلد پورا کر دیا جائے گا۔ دوسرا اسکا جو حصہ ہے ٹرامانسٹر کے سی ٹی اسکین میں تعینات سی ٹی اسکین ٹکنیشن کی کل تعداد انہوں نے دی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہوگا۔ کہ اس طرح آج بھی آپ کا ٹرامانسٹر فعال نہیں ہے۔ عموماً آج بھی لوگ وہاں جو توں کے ساتھ جاتے ہیں۔ آپ نے خود کہا ہے کہ اس میں یہ یہ کی ہیں۔ آپ کا سی ٹی اسکین جو وہاں پڑکنیشن ہیں وہ عارضی بنیادوں پر ہے کوئی چودہ ہزار روپے آپ ان کو تنوادے رہے ہو۔ وہ بھی غالباً 12 سے 18 گھنٹے ایک ٹکنیشن وہاں ڈبوٹی کر رہا ہے۔ تو میرا یہ سوال ہوگا کہ اس ٹرامانسٹر کو full-fledge کب چلائیں گے اور جو ملازم میں عارضی بنیادوں پر ہیں وہاں پر دو تین بندے ہیں۔ جن کی ضرورت ہے، ظاہر سی بات ہے، وہ آپ کب لگائیں گے؟۔ اور دوسرا میرا ضمنی یہ ہوگا کہ ٹرامانسٹر میں عموماً ٹراما کے مریض آر تھوپیڈگ کے یا نیوروس جری۔ تو وہاں ٹھیک ہے نیوروس جری کا علاج ہو رہا ہے۔ لیکن آر تھوپیڈگ سے متعلق سے وہاں کوئی آپریشن نہیں ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے منسٹر صاحب ہمیں آگاہ کریں؟۔

میر فضیب اللہ مری (وزیر ملکہ صحت)۔ جناب اسپیکر! ٹرامانسٹر ہمارا فعال ہے۔ میں نے کل پرسوں اسکا visit کیا ہے۔ اس پر رش بہت زیادہ ہے۔ جو ہمارے معزز رکن فرمائے ہیں۔ اس میں کچھ چیزیں باقی

ہیں جو آنے ہیں۔ ابھی ان کی خریداری وغیرہ ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ جلدی پہنچ جائیگا اور جہاں تک عملے کا تعلق ہے۔ اُس پر بھی کام ہو رہا ہے۔

نصراللہ خان زیرے۔ جناب اپیکر! منشہ صاحب مجھے بتانا پسند فرمائیں گے کہ ٹرامسینٹر کا کل بجٹ کتنا ہے؟۔

وزیر ملکہ صحت۔ جناب اپیکر! یہ میں کل ہی بتا دوں گا اس وقت میرے علم میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر۔ جی انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 45 دریافت فرمائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ سوال نمبر 45۔

☆ 45 ☆ انجینئر سید محمد فضل آغا رکن اسمبلی 21 دسمبر 2018ء کو موئخر شدہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ صوبہ میں قائم کردہ سرکاری ہسپتاں لوں، ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتاں لوں، ڈسپینسریز، بنیادی مرکز صحت اور دیہی مرکز صحت کی کل تعداد کس قدر ہے؟۔ اور یہ عوام کو صحت کی کوئی کوئی سہولیات بھم فراہم کر رہی ہیں؟۔ اور ان میں سے کتنے فعال اور غیر فعال ہیں؟۔ نیزان کے غیر فعال ہونے کی وجہات کیا ہیں، ضلع وار تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر ملکہ صحت

صوبے میں قائم کردہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتاں لوں، ڈسپینسریز، بنیادی مرکز صحت اور دیہی مرکز صحت کی تعداد 8 2 4 8 ہے۔ اور ان میں اکثر فعال ہیں اور ان میں سے LHWS, THO, RHC, CD, BHU, TB-Centers ہیں۔ اور جبکہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتاں لوں اور صوبائی ہیڈ کوارٹر اور ٹیچینگ ہسپتاں لوں میں تقریباً ہر بیماری کی سہولت موجود ہے۔ تفصیل صحیم ہے لہذا اسمبلی لا سیکریٹری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر ملکہ صحت)۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اپیکر۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ آغا صاحب! کوئی ضمی ہے؟۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب! آپ کی توجہ چاہوں گا دو چار منٹ کیلئے۔ اور جناب اپیکر صاحب! آپ سے بھی گزارش ہے کہ بیچ میں interrupt نہیں کریں تو مہربانی ہو گی۔ ایک ہی سوال ہو گا اور بڑا جامع۔ انہوں نے اس اپنے جواب میں جو کچھ لکھا ہے سو وہ تو لکھا ہے۔ اور یہ لکھا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کتنے R.H.C's اور U.S.B.H. ہیں؟۔ اور ڈسپینسریز ہیں؟۔ اور ان کی کل تعداد اتنی ہے۔ اور ان کی پوزیشن ہے پورے بلوجستان میں؟۔ تو جواب یہ آیا ہے کہ ان کی کل تعداد اتنی ہے۔ اور ان کی پوزیشن میں

نے پوچھا ہے تو انہوں نے لکھا ”کہ اکثر فعال ہیں“۔ اب ”اکثر فعال“ کے حوالے سے جناب اپنے! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پشین ڈسٹرکٹ کونسل سے تمیں میل پر ہے اور ہمارے باقی جو surrounding-areas R.H.C. کا میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے تمیں یا پچیس سالوں سے پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان کی حالت یہ ہیں کہ میں نے ایک ایک کو detailed-inspection کیا ہے۔ اور وہاں جتنے لوگ کام کرتے ہیں وہ بھی دیکھا ہے۔ وہاں ایکسرے مشن پڑی ہوئی ہیں، پچھلے چند روزوں سے کمرے بند پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے انکے تالے توڑ کر ان مشینز کو چیک کیا ہے۔ ان پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔ پچھلے بیس سالوں سے یہ استعمال نہیں ہوئے ہیں۔ ڈیٹائل کی جو instruments ہیں، وہ پندرہ، بیس لاکھ انکی قیمتیں ہوتی ہیں۔ یہ علیزی ایک روول ہیلتھ سینٹر ہے۔ وہاں پر اکٹیس بندے کام کرتے ہیں۔ اور موجود وہاں چار پانچ ہوتے ہیں۔ اور وہاں پر یہ دونوں مشینیں پچھلے پچیس سالوں سے بیکار پڑی ہوئی ہیں، operational نہیں ہیں۔ بجلی کے کنش نہیں تھے۔ لیکن وہ میں نے ڈلاجی دیے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی کچھ نہیں ہوا۔ آگے چل کے سیمزی ایک روول سینٹر ہے۔ جوان کے ساتھ ہے، وہ کوئی ڈریٹھ کروڑ روپے سے یہ بلڈنگ تعمیر ہوئی ہے۔ اور اس بلڈنگ کے دروازے بکل گئے ہیں۔ کھڑکیاں بکل گئی ہیں۔ وہاں پر لوگ بھوسہ بیچ رہے ہیں۔ بنگلے وہاں پر موجود ہیں۔ وہاں پر گائے اور بھینس بندھی ہوئی ہیں۔ اور یہ un-operational ہیں۔ آگے چلتے ہیں گانگڑی میں۔ وہاں کوئی پچیس سالوں سے یہ روول ہیلتھ سینٹر ہے۔ وہاں پر کوئی دس، بارہ ریز ڈیپٹائل ہیڈ کوارٹرز ہیں۔ وارڈز تھے۔ وہاں پر سب کچھ بھی ایکسرے کی بھی حالت ہے۔ ستائیں بندے وہاں پر کام کرتے ہیں۔ اور اس میں موجود پانچ، چھ ہوتے ہیں۔ آگے چلیں حرمی 2-12 اسی طرح آپ نیچے آئیں کہ بلا میں بھی بھی بھی یہی حال ہے۔ شادیزی میں بھی حال ہے۔ اور اس کے بعد منزکی کا۔ وہاں منشہ صاحب خود گئے تھے۔ انہوں نے خود یہ بلڈنگ دیکھی ہے۔ پچھلے دس سالوں سے زیر تعمیر ہے۔ کروڑوں کے payments ہو گئے بلڈنگ ابھی تک in-complete ہوئی ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی حلے ہیں جہاں پر بلڈنگ ہے جو in-complete in-complete ہے۔ میں نے جب اسٹاف کے متعلق مختلف S.R.H.C's میں معلوم کیا ہے کہ بھائی! یہ اسٹاف کہاں ہیں؟۔ کہتے ہیں ”جی“ وہ attached ہیں۔ ”جام صاحب! آپ کی میں ضرور توجہ چاہوں گا اس لئے کہ بہت important ہے۔ میں نے جب پوچھا کہ ہر RHC میں اکٹیس اور پنیتیس اور پچیس بندے ہیں۔ جس میں سے چار، چھ موجود

ہیں، باقی نہیں ہیں۔ ان کا جو پیر امید کیس کا وہاں پر لیڈر تھا، وہ فاضل نام سے ہے۔ وہ بھی میرے ساتھ تھا۔ اُس سے میں نے پوچھا۔ اس کے باوجود کہ اسکو پتہ چلا تھا سب کو inform کیا تھا ”کہ DHO کو بھی ساتھ لارہا ہے تم لوگ ready ہو جاؤ“۔ لیکن اس کے باوجود یہی presence رہی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ فلاں کہاں ہے؟۔ ”جی وہ attach ہے۔“ کہاں attach ہے؟۔ ”ڈی ایچ اوپشن کے پاس“۔ اچھا! یہ دوسرا کہاں ہے؟۔ ”یہ attach ہے۔“ بھئی! کہاں attach ہے؟۔ ”پشن ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں“۔ اس طرح کر کر کے کوئی ڈیڑھ سوبندے ایسے تھے جو attachment میں ہیں، تھواہیں لے رہی ہیں کہیں پر، کسی کی کوئی ڈرک نہیں ہے۔ پشن ہسپتال کا ہم نے visit کیا ہے، منظر صاحب نے خود بھی دیکھا۔ اور پچھلے دنوں اصغر صاحب تھے، میں تھا اور صدقی صاحب تھے، ہم نے visit کیا جو میں ہیڈ کوارٹر کا ہسپتال ہے۔ وہ ایک بھوت بُنگل کی شکل پیش کر رہی ہے۔ اور وہاں پر کچھ نہیں تھا۔ جب پوچھا گیا کہ بھائی! یہ ڈیڑھ سوبندے جو چار پانچ ڈسپنسریز ہیں وہ کہاں ہیں۔ اس طرح تو پورے ڈسٹرکٹ میں تو بہت سارے روول ہیلتھ سینٹر ہیں لیکن میں صرف میں اپنی حلقہ انتخاب کا آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ بندے کہاں ہیں؟۔ نہ یہاں ہیں نہ وہاں ہیں یہ کہاں ہیں؟۔ جناب والا میں detail میں notes کے tour-inspection کے لکھتا ہوں۔ جہاں جہاں جاتا ہوں پورے ایریا کی، اور اس کی کاپیاں میں دیتا ہوں چیف منظر صاحب کو۔ چیف سیکرٹری صاحب کو۔ سی ایم آئی ٹی کو۔ متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کو۔ ان کے متعلقہ ڈپٹی سیکرٹری کو down-to-the ڈسٹرکٹ آفیسر اور ڈی سی پشن ہوں۔ بارہ کاپیاں میں تقسیم کرتا ہوں۔ جس میں ایجوکیشن میں الگ، ہیلتھ میں الگ، ڈیزیز اور سکول اور تمام معاملات میں ایک ایک detail میں انہیں دیتا ہوں۔ لیکن یہ پانچ مہینے گزر گئے، سات اسپکشن ٹورنوز میں نے بھیجے ہیں۔ ان کے ٹیبل پر رکھوائے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ سی ایم آئی ٹی ہے۔ اُس نے بھی اس میں کچھ نہیں کیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ہے۔ ہم یہاں پر یہ سوالات یا ہم جو اتنے عرق ریزی کرتے ہیں گرائز سکول اور ڈسپنسری جاتے ہیں گاؤں گاؤں جاتے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہم گورنمنٹ کیلئے eyes opener ہیں۔ ان کے کان کھولیں۔ ان کی آنکھیں کھولیں۔ ان کو بتائیں کہ یہاں پر بلوجستان میں ہو کیا رہا ہے۔ اور یہاں پر ہمیں سب کچھ ٹھیک ٹھاک کر کے دکھایا جاتا ہے ”کہ اکثر فعال ہیں بس باقی بھی ہو جائیں گے“۔ اکثر فعال کی میں نے آپ کے سامنے پوزیشن رکھی۔ ایک یہاں پر آر گناہ زیشن ہے، چیف اسپکٹر اسپکشن ٹیم۔ یہ ساری روپوں اُن کے ٹیبل پر بھی پڑی ہوئی ہیں۔ لیکن پانچ مہینے میں سات ٹور اسپکشن میں نے بھیجے ہیں۔ کسی ایک پر کوئی کام

نہیں ہوا ہے۔ کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ہے۔ تو مجھے دکھ ہے کہ اس بلوجستان کا جو پچھلے ستر سالوں سے در بری کا شکار ہے اور اسی طرح اگر ہم اس طرح کریں گے۔ وزیرِ حکومت! آغا صاحب! آپ کو ہم جواب دیں گے یہ تقریر ہے سوال کا جواب نہیں۔ ہم جواب دیں گے آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ آپ ناراض نہیں ہوں میں نے اسپیکر صاحب سے وقت مانگا ہے۔ تو ہمارا مطلب خدا نخواستہ کسی کی تفصیل نہیں کرنا ہیں۔ کسی کو ذلیل نہیں کرنا ہیں۔ ہم سب بلوجستانی ہیں۔ ہم نے ان حالات کو streamline کرنا ہیں۔ ان کو ٹھیک کرنا ہیں۔ اور یہ کب تک ایسے چلتا رہیگا؟۔ تو میری وزیر صاحب سے گزارش ہے، یہ خود بھی گئے تھے منزکی کا ہسپتال دیکھ کے آیا ہے۔ اور پیشین کا ہسپتال دیکھ کر آیا ہے۔ اور بھی اگر یہ چاہیں گے تو محترم عزت مآب وزیر صاحب کو میں صرف چھوڑ کے تو اپنے پی بی 20 کا دورہ کراوں گا کہ کیا پوزیشن ہے۔ تو میری موڈبانہ گزارش یہ ہے کہ ہم اور آپ ایک ہیں۔ یہ جو فیلڈ میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے غریب عوام کو deliver کچھ نہیں کرتے ہیں۔ آپ کو لکھ کے دے دیتا ہوں، ”کہ سب ٹھیک ہے“۔ یہ مجھے بتا دیتے ہیں ”کہ سب ٹھیک ہے“۔ لیکن اگر آپ interior میں جائیں۔ اور تھوڑی سی زحمت ہم سب کریں تو پہنچ لے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ ادویات کی طرف تو میں جاہی نہیں رہا ہوں کہ ادویات کتنی purchase ہوتی ہیں۔ کتنی دی جاتی ہے، لیبرروم میں وہ وہاں پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں پر کچھ نہیں ہے۔ ہماری بہنیں اور ماں میں راستے میں موت کے شکار ہو جاتے ہیں۔ بچے شکار ہو جاتے ہیں۔ تو حالت بالکل باگفتہ ہے۔ میں اپنے بھائی سے محترم مری صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس طرف ہم سے جتنا تعاون چاہیے ہم کریں گے۔ لیکن اپنے level پر بھی وہ کریں۔ ان حالات کو بہتر کرنے کی کوشش کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکریہ آغا صاحب۔

میر نصیب اللہ مری (وزیرِ حکومت)۔ sir جیسے آغا صاحب نے کہا ہے۔ تو ہم نے جواب دیا ہے جتنے ہمارے B.H.U's ہیں یا R.H.C's ہیں، سارا جواب آگیا ہے۔ باقی ہم نے تمام D.H.O's اور M.S. کے 13 تاریخ کو میٹنگ رکھی ہوئی ہے۔ اُن سے details لے لیں گے کہ جہاں پر عملہ نہیں ہے اُس پر ہم انشاء اللہ جلدی کارروائی کریں گے۔ تمام D.H.O's کو ہم نے بلا یا ہے۔ پورے بلوجستان کے۔ اور M.S. کو۔ ہسپتالوں میں کچھ چیزوں کی ضرورت ہے۔ میں گیا پیشین کا ہسپتال بھی ہم نے دیکھا

ہے۔ کچھ اس میں بھی مشینری وغیرہ کی ضرورت تھی۔ ابھی اس پر ہم نے پیسے بھی چیف منستر صاحب نے دیئے ہیں۔ اس پر انشاء اللہ 13 تاریخ کو ہماری میٹنگ ہے۔ اس پر ہم انشاء اللہ ہم کام کریں گے۔
جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکریہ منستر صاحب۔ یہ یقیناً ایک اہم مسئلہ ہے پورے بلوچستان کا، اس پر غور کریں تاکہ یہ فعال ہو جائے۔

جی جناب احمد نواز بلوج صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 65 دریافت فرمائیں۔
حاجی احمد نواز بلوج۔ سوال نمبر 65۔

65☆ چناب احمد نواز بلوج رکن اسمبلی 21 دسمبر 2018ء کو موخر شدہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ شیخ خلیفہ بن زید ہسپتال کوئٹہ میں حالیہ دنوں مختلف اسامیوں پر کی جانیوالی تعیناتیاں کس قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں لائی گی ہیں؟۔ ان اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام، بعدہ ولدیت، عہدہ، گرید، تعداد اسامیاں اور لوکل اڈو میسائل کی تفصیل دی جائے؟۔ نیز رکیرو ٹمنٹ کمیٹی کے چیئر میں و ممبران کے نام بمحض ولدیت، عہدہ اور گرید کی تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر حکمہ صحت

ہاں یہ درست ہے کہ گرفتن دور حکومت میں گورنمنٹ کی منظوری مارچ 2018ء کے مہینے میں ٹیکسٹ و اثر ویوز ہوئے تھے مجاز انتخاری کی منظوری سے 4 مئی کو تعیناتی کے احکامات جاری کیے ہیں۔ تفصیل خنیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملا خطرہ فرمائیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ احمد نواز صاحب! کوئی ضمی ہے؟۔
حاجی احمد نواز بلوج۔ جو جواب مجھے دیا گیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! شیخ زید ہسپتال ہماری ایک قومی ورثہ ہے جو ہمیں خیرات میں ملی ہے۔ میرے خیال میں جو خیرات میں چیز ملتی ہے اس کی کوئی اہمیت بھی ہوتی ہے، ثواب بھی بہت زیادہ ہے اگر کوئی سمجھے۔ اس میں جو پوستیں تھیں جو جنگ اخبار کے اس تراشے کے مطابق اس میں 53 پوسٹ تھے اور اس میں 67 بندے بھرتی ہوئے ہیں۔ اور وہ جا کر 81 بندوں تک پہنچ گئی ہیں۔ تو اس میں بالکل ہمارے جوانباز کے مطابق یا اُس کے قانون کے مطابق اُس پر عمل نہیں کیا گیا ہے۔

(اذان۔ خاموشی)

جناب اپنے صاحب! اس میں جو لوگ بھرتی ہوئے ہیں وہ نان ٹکینیکل لوگ ہیں۔ جن میں مختلف شعبات ہیں۔ ایم آر آئی میں جودوست یا جو وہاں پڑھیت کے مطابق کراچی سے انہوں نے ڈپلومہ کی تھی ڈاؤ میڈیکل سے، ان کو reject کر کے unactive یا وہ لوگ جن کے پاس ڈپلومہ نہیں ہونے کے برابر ہیں، ان کو وہاں appoint کیا گیا ہے۔ اسے کے علاوہ جو ہمارے فیمیل پوسٹیں تھیں، ان پر دو فیمیل پوسٹوں پر انہوں نے تین مردوں کو بھرتی کیا ہے۔ تو اس پر بھی میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور اس کے علاوہ ہمارے جتنے بھی مشینری وہاں پڑی ہوئی ہے جیسے کہ ایم آر آئی ہے، ہی ٹی اسکین ہے۔ یا کوئی اور ایسا مشین ہے۔ ان پر بھی ڈپلومہ نہ ہونے کے برابر لوگوں کو بھٹھایا گیا ہے۔ جواب انکے ایم آر آئی مشین ہے یا سی ٹی اسکین مشین ہے، وہ خراب ہوا ہے۔ اور اس پر میرے خیال میں چودہ پندرہ لاکھ روپے اس کی مرمت پر لگ رہے ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز منظر صاحب اس چیز کا نوٹس لیں اور ایوان کو مطمئن کریں۔

وزیرِ حکمہ صحبت۔ جناب اپنے صاحب! جیسے معزز رکن نے کہا ہے کہ یہ پچھلے گورنمنٹ میں ہوئی ہیں۔ اگر وہ غلط ہوئے ہیں تو ہم اس پر انکو ارزی کریں گے۔ اور اس پر جلد ہی ایک کمیٹی بنائیں گے سیکریٹری صاحب ہیں، ڈی جی صاحب اس پر کمیٹی بنائیں گے۔ اور اس پر انکو ارزی کریں گے۔ اگر غلط ہوئے ہیں تو اس پر ہم کارروائی کریں گے۔

حاجی احمد نواز بلوج۔ جی شکریہ۔

جناب ڈپٹی اپنے صاحب! جی شکریہ۔ جی شاء بلوج صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 76 دریافت فرمائیں۔

شاء اللہ بلوج۔ سوال نمبر 76۔

☆ 76 جناب شاء اللہ بلوج، زکن اسمبلی 21 دسمبر 2018ء کو موخر شدہ

کیا وزیرِ صحبت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ بلوجستان میں قائم کردہ پرائیویٹ ہسپتاں کی کل تعداد کس قدر ہے؟ اور ان میں سالانہ وار کے حساب سے کس قدر مریض رجسٹرڈ داخل کیے جاتے ہیں؟۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟۔ نیزان ہسپتاں کو لائن سس جاری کرنے کے طریقہ کا کی تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیرِ حکمہ صحبت

بلوجستان میں قائم کردہ پرائیویٹ ہسپتاں کی کل تعداد اور رجسٹرڈ مریضوں کی سالانہ وار تفصیل نیزان ہسپتاں کو لائن سس جاری کرنے کے طریقہ کا کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری ملائخہ فرمائیں۔

وزیرِ حکمہ صحبت۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ شاء صاحب! کوئی ضمی ہے؟۔

شاء اللہ بلوج۔ شکریہ جناب اسپیکر! میر اسوال تھا کہ جی بلوجستان میں قائم کردہ جو پرائیویٹ ہسپتال ہیں وہ بلوجستان میں کتنے ہیں؟۔ ان کی ضلع و تفصیل دی جائے؟۔ ان میں کتنے بیڈز ہیں؟۔ اور اس میں کتنے مریض سالانہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں جو ہیں وہ اپنا علاج کرواتے ہیں؟۔ اس کا براہ راست تعلق اس سوال کا اس لئے بتا ہے کہ ہم اپنی اگر پرائیویٹ ہسپتالوں اور گورنمنٹ ہسپتالوں کے بیڈز کا ایک جائزہ میں اور دوسری بات یہ ہے کہ کیوں لوگوں کو پرائیویٹ ہسپتال آپ دیکھ رہے ہیں کہ مشروم گروچھ ہو رہی ہے۔ یعنی بہت بڑی تعداد میں پرائیویٹ ہسپتال بن رہے ہیں۔ اسکوں تبدیل ہو رہے ہیں ہسپتالوں میں۔ شانگ مالوں کو لوگ توڑ کے ہسپتال بنا رہے ہیں۔ دو کافیں ہسپتالوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ بننے کے ہسپتالوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ یہ بلوجستان میں سب سے منافع بخش کاروبار بن گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ جو میں نے تفصیل مانگی ہے اس میں تفصیل دی گئی ہے کہ بلوجستان میں کل جو ہے پرائیویٹ ہسپتال جو ہیں یعنی پرائیویٹ ہسپتالوں میں جو بیڈز ہیں۔ یہ پرائیویٹ ہسپتالوں کی تعداد بھی انہوں نے یہاں پر دی ہے۔ مجھے ان کی تعداد جو دی ہے وہ بلوجستان میں جناب والاسن کے آپ کو حیرت ہو گی کہ اتنی شرکوم گروچھ ہوئی ہیں پرائیویٹ ہسپتالوں کی۔ اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ لگ یہی رہا ہے کہ شاید بلوجستان میں جو ہمارا یہ ہے میرے پاس لست ہے کوئی 52 پرائیویٹ ہسپتال ہیں۔ اس میں سے 1964 بیڈز یعنی دو ہزار کے قریب بیڈز پرائیویٹ ہسپتالوں میں ہیں۔ جبکہ گورنمنٹ ہسپتالوں میں بیڈز جو ہیں مریضوں کیلئے وہ 3928 ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کہیں پرتو کوئی خرابی ہے؟۔ میں اپنے دوست کو، بھائی کو مورد الزام ٹھہرانا نہیں چاہتا۔ یہ passage-of-time گزرتے وقت کے ساتھ بلوجستان میں صحت کا شعبہ اُس تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا ہے کہ لوگوں کا اعتماد سرکاری ڈاکٹر زپر، سرکاری ہسپتالوں پر اور سرکاری ادویات سے ختم ہو گیا ہے۔ اور بلوجستان بہت غریب صوبہ ہے۔ 86% لوگ انتہائی درجے کی غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ پرائیویٹ ڈاکٹر ز کو afford نہیں کر سکتے ہیں۔ میڈیکل کو afford نہیں کر سکتے ہیں۔ اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں per-bed-expenditures per-night ادویات، ڈاکٹر کی فیس اور اس کا کرایہ۔ تو میں یہ چاہ رہا تھا کہ جب ہم بلوجستان میں اتنے وسائل کے بعد۔ یہ اس پر ایک تو یہ ہے کہ آپ کیسے کمی لائیں گے کہ ایک کلچر جو ہے پرائیویٹ ہسپتالوں کا سرکوں کے اوپر، main شاہرا ہوں کے اوپر، ندی نالوں کے اوپر، گلی کچروں کے اوپر جو ہے پرائیویٹ ہسپتال بن رہے ہیں۔ اس کے

ساتھ میں نے ایک irregularity جو کہا تھا کہ کس Act کے تحت یہ بنتے ہیں؟ - یہ Act بھی آپ نے مجھے مہربانی کر کے یہاں پر فراہم کیا ہے۔ اب اس Act میں جو سب سے بڑی بات یہ ہے آپ شاید مری صاحب! آپ خود بھی واقف ہوں گے یہ جو بلوچستان گزیٹ میں ہوا تھا، بلوچستان ہیلٹھ کا ایکٹ جو ہے اس میں دو تین اہم چیزیں ہیں۔ جن پر آج تک عمل نہیں ہو رہا ہے۔ یہ ہے ایکٹ کی کاپی میرے ساتھ پڑی ہوئی ہے۔ بلوچستان میں چار، پانچ چیزیں تھیں۔ اگر ان پر عملدرآمد کیا جاتا تو اس طرح گلیوں میں، نالیوں کے اوپر پرانیویٹ ہسپتال نہیں بنتے۔ پارکنگ کی جگہ نہیں ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے اس ایکٹ میں 8 مئی 2004ء کا ایک ہے بلوچستان پر انشل اسمبلی سیکریٹریٹ سے approved ہوا ہے۔ Balochistan Private Hospitals Regulation Act 2004. یعنی سب سے پہلے کوئی بھی ہسپتال شروع کرنے سے پہلے بھی وہ آپ کو آکے بتائے گا ”کہ میں اپنا ایک ہسپتال establish کر رہا ہوں“۔ آپ نے اس کی establishment کو بھی regulate کرنا ہیں نمبر 2۔ ایکریڈیشن، یعنی اس کی اہل لائنس کی کہ آپ اسکو گیریڈیٹ کریں گے کہ وہ کس ہسپتال کس آپ میڈیکل سسٹم کیسا تھا اس کی ایکریڈیشن ہوگی۔ اس کی تیسری بات ہے لائسنگ۔ جب تک اس کی ایکریڈیشن نہیں ہوگی even ہسپتال کی آپ اسکو لائنس نہیں دیں گے۔ پھر اس کے بعد آتا ہے چوتھی چیز control。 اس کی quality-control، اس کی management-control، اس کی clinics، اس کی hygiene، اس کے ڈاکٹرز، اس کے نرس، اس کا location اور اس کا area charges۔ یہ ساری چیزیں اس ایکٹ کے تحت آپ کے کنٹرول میں ہونی چاہیے۔ پانچویں چیز آپ کی supervision regular-basis پر supervision three ہے۔ اور اسی ایکٹ کے صفحہ نمبر 3 پر دیا ہوا ہے اور اس کا پاؤنٹ سیکشن Constitution of District Hospital Regularity Board دیکھیں! آپ کے پاس جب اس طرح کے Acts آتے ہیں۔ یہ اسمبلی pass کرتی ہے۔ ان کا مقصد تو یہ نہیں ہے کہ وہ رہی کی ٹھوکری میں پھینک دیئے جائیں۔ آپ مجھے بتائیں بحیثیت دوست اور بھائی کیا District Regularity Board بنے ہیں۔ بالکل ایک ڈسٹرکٹ بھی نہیں ہے۔ میں ایک ایک ڈسٹرکٹ میں گیا ہوں۔ آپ کوئی میں بتائیں گے چلو آپ کوئی میں آپ کا یہ جو ہمارا یہ ہے ڈائریکٹر جزل ہیلٹھ جو ہے وہ کریکا اس کو۔ لیکن آپ مجھے بتائیں یہ پانچ constitute کریگا وہ بورو، ڈائریکٹر جزل ہیلٹھ جو ہے وہ کریکا اس کو۔

چیزیں اس ایکٹ کے تحت ہونی چاہیے تھیں۔ آپ رائیویٹ ہسپتاں کو یہ پانچ جواہم components ہیں آپ کے ایکٹ کے تحت یہ fillful ہو رہی ہیں؟۔ پرائیویٹ ہسپتاں کو آپ کنٹرول کر رہے ہیں؟۔ ایکریڈیشن دیئے رہے ہیں؟۔ اُن کی supervision کر رہے ہیں؟۔ غریب صوبے میں ایک تو عوام کا اعتماد سرکاری ہسپتاں پر بحال کروانا ہیں۔ سرکاری ڈاکٹرز پر، سرکاری ادویات پر، دوسری بات یہ ہے کہ جو مشروم گروچھہ ہماری سوسائٹی میں ہو رہی ہے، لوگ کاروبار کی بجائے ہسپتاں کو کاروبار بنارہے ہیں۔ اس ایکٹ پر اگر آپ اچھی طریقے سے عمل کرتے ہیں جناب والا! یہ حالت ہماری نہیں ہوتی۔ آج اپنی روڑ سے گزرنے کا راستہ نہیں ملتا۔ ہر دوسرے بگلہ اس لئے خریدا جاتا ہے کہ وہاں پر ہسپتال بنانی ہیں۔ آپ ہسپتال کے لئے ایک ایریا، ایک علاقہ، ایک جگہ کا تعین کروادیتے۔ تو میں آپ سے اس سوال کی توسط سے گزارش کرتا ہوں جناب مری صاحب! کہ کیا اپنیکر صاحب کے توسط۔ کیا آپ ایک خصوصی کمیٹی بنائیں یا آپ خود تکلیف کر کے ذرا اس پر کوشش کریں گے کہ اس ایکٹ پر مسن و عن عمل درآمد ہو؟۔ اور سرکاری ہسپتاں کا جو ایک معیار ہے وہ بھی بہتر ہو؟۔ اور پرائیویٹ ہسپتاں کی جس طرح سے اس طرح سے groomings ہو رہی ہیں، اس کو آپ کس طرح، کیسے کنٹرول کریں گے؟۔ اس پر آپ کی رائے کیا ہے؟۔ thank you جناب اپنیکر۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکومت)۔ جناب اپنیکر صاحب! جیسے ثناء صاحب نے کہا ہے۔ ہم نے ابھی جو پہلے ہمارے گورنمنٹ کے جتنے ہسپتال تھے، ان میں ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم نے کافی ڈاکٹرز بھی بھرتی کیئے۔ جو contract-basis پر ہم نے لیے ہیں۔ اور اس میں دُور دراز علاقوں سے جو ڈاکٹرز آئے ہیں، ہم نے اُدھری بھیج دیئے تھے تقریباً چار سو، پانچ سو ڈاکٹرز، ہم نے appoint کیئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو پرائیویٹ ہسپتاں کا تعلق ہے اس پر ہمارا ایک کمیٹی ہم نے بنایا ہوا ہے۔ جس میں ڈاکٹر صاحب daily-check بھی کرتے ہیں۔ اور جا بھی رہے ہیں۔ انہوں نے بھی دیکھا ہے۔ بہت سے لیمارٹری، ہسپتال اُس معیار پر وہ نہیں آ رہے ہیں جو ایکٹ کے مطابق ہیں۔ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے اسی ایکٹ کے مطابق اس کو بنائیں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اپنیکر۔ جی شکریہ۔ جی ثناء بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 77 دریافت فرمائیں۔

ثناء اللہ بلوچ۔ شکریہ جناب اپنیکر۔ میں seventy seven سے جانے سے پہلے صرف اُسی پر

چھوٹی سی سپلائمنٹری ایک چھوٹا سا مشورہ ہے میری۔ آپ ایک تکلیف کریں اسٹینڈنگ کمیٹیاں ہماری بن رہی ہیں اور ہو سکتا ہے ہیاتھ کا جو ہمارا اسٹینڈنگ کمیٹی ہو وہ اس پر توجہ دیں۔ جب تک اسٹینڈنگ کمیٹی نہیں بنتی اس ایکٹ پر کس حد تک عملدرآمد ہوا ہے؟۔ نہیں ہوا ہے؟۔ بیشک آپ ہمارے ممبران پر مشتمل کمیٹی نہیں بنائیں صرف مجھے یہ assurance دیں کہ ڈائریکٹر جزل ہیلتھ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائیں۔ اور انہیں کہیں کہ تمام ہسپتا لوں کی ایک رپورٹ ایک مہینے، دو مہینے میں مرتب کریں کہ آیا یہ تمام پرائیویٹ ہسپتال اس ایکٹ کے تحت وہ qualify کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں؟۔ یہ یقین دہانی آپ مجھے کروائیں۔ بیشک اگر آپ ممبران کو ڈالنا نہیں چاہیں، اینی وہ رپورٹ جو ہے اُس کو اس اسمبلی میں پیش کر دیں۔ اس سوال کی توسط سے، thank

-you

وزیر ملکہ صحت۔ جناب اپیکر صاحب! اس پر ہم ایک کمیٹی بنائیں گے بالکل انشاء اللہ اس پر کام ہو جائیگا انشاء اللہ کمیٹی ہم بنائیں گے جلدی۔

جناب ڈیٹی اسپلیکر۔ جی شنکر یہ۔

شناع اللہ بلوچ - thank you جناب اپیکر سوال نمبر 77۔

77☆ جناب شناع اللہ بلوچ رکن اسٹبلی 21 دسمبر 2018ء کو مُخرشیدہ

کیا وزیر صحبت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ بلوچستان میں یونی امداد سے چلنے والے پروجیکٹس کے نام، فراہم کردہ امدادی رقم، مختلف اضلاع میں قائم کردہ دفاتر کی مطلع و تفصیل دی جائے؟

وزیرِ محکمہ صحت

پروگرام کا نام:- بلوچستان غذائی پروگرام برائے ماں اور بچے، محکمہ صحت، حکومت بلوچستان امدادی رقم کی تفصیل ذیل ہے۔

| نمبر شمار | مالي تعاون | او سط حصہ | تغیین دلاگت | 30 جون | 30 جون | نومبر 2018ء | دسمبر | پروگرام تمکیلی تاریخ 2018 تک |
|-----------|------------|-----------|-------------|--|---|--------------------------------|--------|--|
| | | | | جو 217 سے قبل حکومت کو واپس کر دہ رقم (ملین روپے) | پروگرام کو موصول شدہ رقم (ملین روپے) | تمک خرچ شدہ رقم (ملین روپے) | 30 جون | پروگرام کے پاس موجودہ رقم (ملین روپے) |

| | | | | | | | | |
|------------|--------|--------|-------|--------|---------|------|---|----|
| | 108.74 | 401.43 | | 510.17 | 1194.10 | 80% | ٹیڈی ڈوزٹرست فنسٹر بتوسط ورلڈ پینک (گرانٹ) | -1 |
| | 22.00 | 137.95 | 92.00 | 256.52 | 298.52 | 20% | حکومت بلوچستان | -2 |
| 31-12-2018 | 130.74 | 539.38 | 92.00 | 766.69 | 1492.62 | 100% | کل رقم | |

تفصیل اصلاح:- بلوچستان نذری پروگرام براۓ ماں اور بچہ پر عملدرآمد مندرجہ ذیل اصلاحات میں جاری ہے۔
 1۔ ضلع کوہلو۔ 2۔ ضلع سبی۔ 3۔ ضلع پنجگور۔ 4۔ ضلع قلعہ سیف اللہ۔ 5۔ ضلع ژوب۔ 6۔ ضلع نوشکی۔ 7۔ ضلع خاران پروگرام کے ضلعی دفاتر:- پروگرام کے تمام ضلعی دفاتر ضلعی ناظم صحت کے دفاتر کے احاطے میں بنائے گئے ہیں۔

شناۓ اللہ بلوج:- شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ جو سوال ہے یہ میں نے کیا ہوا تھا کہ بیرونی امداد سے چلنے والے بلوچستان میں پروجیکٹس، ان کو منقص کی گئی رقم اور اصلاحات کی تفصیلات مجھے دی جائیں۔ لگ بھی رہا ہے گو کہ میں اس میں اپنی پلیٹکل لیڈر شپ کو یا سیاسی لیڈر شپ کو مورد اعتماد ٹھہرانا نہیں چاہتا۔ بلوچستان، پاکستان کا بیمار صوبہ ہے۔ بلوچستان میں بچوں کی شرح اموات میں ہر دفعہ یہاں پر ذکر کرتا ہوں infant mortality rate یعنی بچوں کی شرح اموات۔ وہ 850 سے گیا رہ سوتک ہیں۔ sorry ایک سو پچاس تک، ایک سو پچاسی تک چلا جاتا ہے per thousand۔ اور گیا رہ سوتک ہماری میٹریٹل mortality rate ہے وہ جو اسی صوبے کی بھی نہیں ہے۔ دنیا میں سب سارا افریقہ میں ایک دوایسے ممالک ہیں جو صحت کے اعتبار سے بلوچستان جیسا بد صورت جو ہے ایک صورت حال پیش کرتے ہیں۔ بلوچستان کو کوئی مقابلہ اس میں کوئی وہ دنیا میں بیماری کے اعتبار سے کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن جب اگر foreign funded projects کو دیکھے جائیں۔ میں نکال رہا تھا کہ پنجاب، کے پی اور سندھ ہم سے زیادہ صحت مند صوبے ہیں۔ لیکن وہاں comparism

پہلیتھ کے بہت زیادہ پروجیکٹس جو ہیں وہ foreign funded یا بیرونی امداد پر چل رہے ہیں۔ تو آیا اس میں مورداً الزام کس کو ظہرا یا جائے کہ اتنی بیماریوں کے باوجود infant-mortality rate یعنی آئی ہے۔ میٹریٹ mortality rate ہمارے ہاں آئی ہے۔ پھائیس، A,B,C کی prevailance یعنی اس کی موجودگی بلوجستان میں سب سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ بلوجستان میں ہسپتا لوں کی صورتحال۔ اس کے باوجود بھی صرف ہمارے پاس ایک پروگرام ہے۔ وہ ہے بلوجستان میں غذائی پروگرام کا۔ جو صرف پانچ، چھ ڈسٹرکٹس تک محدود ہے۔ تو کیا آپ نہیں سمجھتے کہ یہ صوبہ war-footings پر یعنی جنگی بنیادوں پر کوئی ایسی حکمت عملی ترتیب دے اور آپ اس اسمبلی کے جتنے بھی agent لوگ ہیں، پڑھے لکھے کہے لوگ ہیں، ان کو ملا کر بیورو کریسی میں officials جو بڑے classic قسم کے لوگ ہیں، پڑھے کہے جو بلوجستان کے درد اور کرب کو سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر بیرونی امداد کافی پاکستان کو آرہا ہے، کوئی billion of dollars آرہا ہے۔ کیا اُسکی مد میں بلوجستان کے ہیاتھ کے لئے کچھ پیسے لانے کا، کوئی پروجیکٹ بنانے کا، کوئی منصوبے پیش کرنے کا، بلوجستان کی ایک حقیقی تصویر کشی پیش کر کے بلوجستان کے لئے کچھ جائز اس کا حصہ لینے کی کوشش کریں گے اس دفعہ؟۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر یحیمہ صحت)۔ جناب اسپیکر! جیسے ثناء صاحب نے کہا ہے بلوجستان میں پہلے نے nutrition programme جو چل رہا تھا صرف چند ڈسٹرکٹس میں تھا۔ میں نے آتے ہی پورے بلوجستان میں اس کو شروع کیا جو اس پر ہر ڈسٹرکٹ میں کام بھی ہو رہا ہے۔ تمام ڈی اے ایچ او ز دفتر میں ہم نے اُدھری اُن کے سینٹر بھی کھولے ہیں۔ اور اس پر کام بھی ہو رہا ہے۔ ویسے ہمارے پاس پروگرامز ٹول کافی زیادہ ہیں پھائیس کا بھی وہ ہے۔ پھائیس بھی بلوجستان میں بہت زیادہ ہیں۔ سب سے زیادہ میرے اپنے ڈسٹرکٹ کا ہے۔ جو انہوں نے سروے کیا ہے۔ کوہاٹ ڈسٹرکٹ میں سب سے زیادہ ہے۔ اس پر بھی ہم نے ابھی purchasing کیا ہوا ہے سارا وہ سامان آرہا ہے۔ ہم نے تمام ڈسٹرکٹوں میں ٹی بی ہے، پھائیس بھی ہے۔ جتنے بھی پروگرام چل رہے ہیں تمام ڈسٹرکٹوں میں ہم نے سامان بھی بھیجا ہوا ہے۔ اور اس پر کام بھی ہو رہا ہے۔ اور جہاں تک nutrition کا تعلق ہے۔ پہلے وہ چند ڈسٹرکٹوں میں تھا، چھ، سات ڈسٹرکٹوں میں۔ ابھی ہم نے سارے بلوجستان کے تمام ڈسٹرکٹوں میں اس کو شروع کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی شکریہ، جی ثناء صاحب۔

ثناء اللہ بلوج۔ جناب اسپیکر! اس پر مختصر، شکریہ مری صاحب! بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ

نیوٹرنسن ایرجنسی بلوچستان میں نافذ ہے۔ اب میرے سوال کا جو مقصد تھا۔ دیکھیں! ایک مخصوص context میں یا نقطہ نظر سوال نہیں کرتا یا کوئی تجویز نہیں دیتا۔ میرا یہ ہے کہ بلوچستان میں اتنی بیماریاں، اتنے مسائل کے موجودگی میں آپ کے پاس ایک بہت بڑا موقع ہے کہ آپ کچھ اپنے اچھے سنجیدہ یورو کریٹس کے ساتھ بیٹھ کر بلوچستان کے اچھے ڈاکٹرز کے ساتھ بیٹھ کر اگر باقی صوبوں کو millions of dollars projects کے save the children آتا تھا کہ ہمیتھے کے شعبے میں جو foreign fundings ہیں۔ ہمارے ہاں اسlam میں چوہدری ثار نے اس پر پابندی لگادی۔ اور اس کو لا ہو رفتقل کر دیا۔ پنجاب میں۔ save the children کی کچھ یہاں پر projects تھیں۔ کہتے ہیں جی اس پر کیونکہ وہ نیشنل سیکورٹی کے لئے خطرہ ہے لیکن پنجاب میں نیشنل سیکورٹی کے لئے خطرہ نہیں ہے؟۔ اس کو وہاں پر بلا دیا ہے۔ انہوں نے اپنی ساری وہاں fundings shift کر دی، اسی این جی او ز آئی، این جی او ز، ایشنل آر گنازیشنر، سب کو پابند کرتے ہیں کہ جی آپ بلوچستان میں کام نہیں کریں۔ لیکن باقی صوبوں میں ان کو کام کی اجازت دیتی ہے۔ تو مری صاحب! میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ آپ اپنا بھیتیت منظر بلوچستان کی یہ بیماریوں کو مد نظر رکھ کر factual basis پر اپنے جو چیف ہمارے یہاں پر میٹھے foreign-aid advocacy کرنے کا ارادہ رکھتے ملکر بلوچستان کے لئے ہمیتھے کے حوالے سے بہت بڑی lobbying، advocacy کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟۔ یہ ہے میری بات۔ نہیں کہ آپ نے ڈاکٹروں کی تعداد زیادہ کی ہے، کرنا چاہتے ہیں۔ اس اسمبلی کے اس فورم سے۔ تو ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں کہ بلوچستان کو اربوں روپے جو ہیں صرف ہمیتھے کی مد میں بلوچستان میں جو بدهی ہے، غربت ہے، بلوچستان میں بیماریاں ہیں، اس کے basis پر مل سکتے ہیں۔ آپ اس کے لئے کوئی اسلام آباد کے کچھ دروازے ہلائیں گے، کوئی ان کے ڈرود یا وہلانے کی کوشش کریں گے۔

میر فضیب اللہ مری (وزیر حکومت صحت)۔ انشاء اللہ، ہم اس پر کریں گے ثناء صاحب! جیسے آپ نے کہا ہے ہم کیوں کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ بلوچستان میں ہو۔ تو میں دو، تین میٹنگوں میں خود بھی گیا ہوں اسلام آباد بھی گیا ہوں اور باہر کے Donors جو آئے ہوئے تھے ان سے بھی ملا ہوں۔ کافی میٹنگیں ہوئی ہیں، تو اس پر انشاء اللہ جیسے آپ لوگ ہو گے ہم اسی طرح بیٹھ کے اس پر وہ کام کریں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکریہ جی Madam شکلیہ نوید صاحبہ آپ اپنا سوال نمبر 84 دریافت

فرمائیں۔

محترمہ شکلیل نوید نور قاضی۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سب سے پہلے میں اس forum سے جو ہمارے ابھی MBBS کے third year students ہیں یوسف پر کافی۔ جن کا suicide کا واقعہ ہوا report ہے۔ اس پر government نے ایک committee بھی تشکیل دی ہے۔ تو اسکی شفاف جو kindly teachers کا نام لیا جا رہا ہے جو اس کو بھی لوگوں کے سامنے لایا جائے۔ اور جن mental-stress کی وجہ سے جو suicide کیا ہے۔ تو وہ حقائق لوگوں کے سامنے لائے جائیں۔ تاکہ دوبارہ ایسے واقعات نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ پہلے نہیں ہے۔ یہ کوئی تیسرا، چوتھا واقعہ ہے جو رونما ہو رہا ہے۔ اب میں اپنے سوال کی طرف آتی ہوں۔ سوال نمبر 84۔

84☆ محترمہ شکلیل نوید نور قاضی رکن اسمبلی کیم فروری 2019ء کو موخر شدہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 2015ء تا حال کلڈنی سنٹر (Binaq) کوئی میں کنٹریکٹ میں، کنٹریکٹ، اٹھپنٹ، continent کی بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل اڈو میسائل اور جس روز کے تحت مذکورہ تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں کی تفصیل دی جائے نیز مالی سال 2018-19ء کے بجھ میں مذکورہ سنٹر کیلئے تخلیق کردہ آسامیوں کی کل تعداد کسقدر ہے۔ اور کیا حکومت عارضی بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کو ان تخلیق کردہ آسامیوں پر مستقل بنیادوں پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل دی جائے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر حکومت

سال 2017ء تا حال کلڈنی سنٹر میں کنٹریکٹ، اٹھپنٹ، contingent کی بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت عہدہ، گریڈ، لوکل، اڈو میسائل کی تفصیل ذیل ہے۔

- 1۔ کنٹریکٹ ملازمین۔ 20 پوسٹ ایڈمن کلیگری کے ہیں۔
- 2۔ 84۔ پوسٹ میکنکل کلیگری کے ہیں۔
- ii۔ درجہ چہارم کے 63 پوسٹ ہیں۔

- 2۔ اٹھپنٹ۔ 30 پوسٹ میڈیکل فیکٹریز۔ 5۔ فارمسس۔ اسٹاف نر۔ 1۔ اسٹینگرافر۔ 1۔ نائب قاصد
- 1۔ پیش امام۔ 1۔ ایا۔ 1۔ جوینر گلر۔ 1۔ اوٹی اسٹنٹ۔ 1۔ لیب اٹڈنٹ
- 1۔ ڈسپنر۔ 1۔ کنچٹ۔ میڈیکل آفیسر۔ 25۔ اسٹنٹ کمپوٹر۔ 3۔ میکنکل اسٹاف۔ 27۔ نائی

-1- انٹل ایڈ بیئر -1- ڈپٹی ڈائریکٹر -1- استنٹ پروفیسر -1- میکرو بیالو جی -1- انجینئر -1- نیٹ ورکر ایڈمن -1- فناں کنسلنٹ -1-

بورڈ آف گورنر کی منظوری سے جولائی 2018ء میں مختلف کیمپریز کے مندرجہ ذیل پوسٹ تخلیق کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ڈائریکٹر ایڈمنیٹر یا ریچ آر -1- ڈائریکٹر ریسرچ -1- استنٹ پروفیسر میفر الوجی -2- استنٹ پروفیسر یور الوجی -1- کمپیوٹر پروگرامر -1- استنٹ ڈائلکٹر ایچ -1- استنٹ ڈائریکٹر پی اینڈ -1- سوچل ویب فریزر -1- ٹرانسپلانٹ کوآ روڈنیٹر -2- میڈیکل آفیسر -2- لیب ٹیکنالوجسٹ -2- اسٹاف نر -15- استنٹ کمپیوٹر آپریٹر -10- اسٹور کیپر -5- وارڈ بوائے -20- ڈسپیچر ریڈرز -1- لفت آپریٹر -3، پینٹر -2- پلبر -4- آپریٹر -4- ہاؤس کیپر -4- آیا -10-۔

بورڈ آف گورنر کی منظوری سے BTS & NTS اور ریکٹر و ٹھنڈت کمیٹی کے ذریعے تعیناتی ہوئی ہیں۔ بورڈ آف گورنر مجاز انتخاری ہے۔ اور مستقل کرنے کے اختیارات بھی اسی کے پاس ہیں۔ دیگر تفصیل ختم ہے لہذا اسمبلی لاہوری ملاحظہ فرمائیں۔

میر فضیب اللہ مری (وزیر حکومت صحت)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کیونکہ Madam نے اس میں ایک اور سوال بھی کیا ہے۔ اس پر ایک committee بن گئی ہے۔ جس میں وہ committee اپنا کام کر رہی ہے۔ دو، تین دنوں میں ہمارے پاس جو report آئے گی، ہم اس پر کارروائی کریں گے انشاء اللہ۔

محترمہ شکلیله نوید نور قاضی۔ Thank you so much. سب سے پہلے تو آپ نے جو مجھے یہاں پر ایک بڑا پلندہ دیا ہے، پورا ایک list اپنے دیا ہے۔ میں وزیر صحت سے یہی کہوں گی کہ شاید انہوں نے خود بھی نہیں پڑھا۔ کہ انہوں نے جو list مجھے provide کیا ہے۔ تو میں اگر اس list میں یہ دیکھیں جس میں میر اسوال تھا کہ جو zonal policy کے تحت kidney center appoint کیا گیا ہے، اُنکی list kindly دی جائے۔ تو یہاں پر بیشک black and white employees میں دیا ہے۔ لیکن یقیناً آپ نے خود بھی نہیں پڑھا ہوا ہو گا۔ تو یہاں پر آپ دیکھیں اگر zonal policy میں employees کو کہا جائے ہے۔ تو آپ districts کو دیکھ سکتے ہیں کہ کہاں zonal employees سے کتنے اور کس area سے ہیں؟۔ میں اس کے جواب سے چلیں کہتی ہوں satisfy ہوں۔ لیکن zonal

کو یہاں پر apply نہیں کیا گیا ہے، اُس طرح سے۔ کیونکہ admin zonal policy کو ensure کرتا ہے۔ جب بھی recruitments ہوتی ہیں۔ پیش یہ آپ کے حکومت سے پہلے کی recruitments ہیں۔ اس کو دوبارہ review کریں۔ تاکہ جو لوگوں کی آئندہ جو بروزگار لوگ ہوں گے۔ تمام zonal سے آئیں۔ صرف specific area کے لوگوں کو نہیں لیا جائے۔ آپ خود اس کو دوبارہ review کر لیجئے گا۔ secondly میں نے آئیں جو positions اسیں دیکھتی ہیں جو contingencies contract اور جو deputation پر انہوں نے کچھ لوگ لیے تھے contract base پر۔ اُن کا میں نہیں کہتی کہ انکو فارغ کیا جائے۔ بلکہ جن کا حق ہے، ان کو بالکل یعنی فوری طور پر اگر regular کر سکتے ہیں۔ جیسے آپ نے یہاں پر meeting minutes جو میرا خیال ہے ایک سال سے دوبارہ اسکی کوئی بھی Board of Directors کی meeting کی نہیں ہوئی۔ جو مجھے minutes دیئے گئے ہیں اگر آپ مری صاحب! خود بھی اسکو دیکھ لیں تو میرا خیال ہے 2017ء کے بعد کوئی بھی meeting رحمت بلوق جو سابقہ منسٹر تھے اُس کے بعد سے کوئی بھی meeting جو ہوئی ہیں وہ ان کی directors nہیں ہوئی۔ اگر جو یہاں پر staff contract کا ہے، جن کو فارغ کر کے دوبارہ یہ positions announce کی جا رہی ہیں تو اُن کو۔ کیونکہ اُنکے ages اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ 12 سالوں سے وہ service کر رہے ہیں۔ تو ان کو میں فوری طور پر کہوں گی کہ اُنکو regular کیا جائے۔ یہ ایک request ہے میری۔ لیکن جو zonal policy ہے، اُسکو آپ دوبارہ review کر لیں۔ کہ یہاں پر صحیح basis پر نہیں کی گئی ہیں۔ thank you۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکومت)۔ جناب اسپیکر صاحب! اس پر ہمارا۔ ہم نے ابھی board کا meeting بلا یا ہے۔ ابھی اس پر ہم چیک کریں گے کہ کیا صحیح ہوئی ہیں یا نہیں ہوئے ہیں۔ اس پر انشاء اللہ ابھی ہم جلدی board کا meeting بلا کر اس کو چیک کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ پرانے گورنمنٹ کے ہیں، جو پچھلے گورنمنٹوں نے بھرتی کیئے ہیں۔ البتہ ہم اس پر کارروائی کریں گے۔ اگر وہ غلط تھے اسی حساب سے نہیں آ رہا ہے تو اس پر کارروائی کریں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی شکر یہ۔ جی میدم آپ اپنا سوال نمبر 85 دریافت فرمائیں۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قادری۔ question No 85

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی منسٹر صاحب۔

☆ 85 مختارہ شکلیہ نوید رکن اسمبلی کمیٹی فروری 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ کڈنی سنٹر کوئی کے مختلف شعبوں میں تعینات کر دہ ڈائریکٹر زاپنے شعبوں میں مہارت نہیں رکھتے، جس کی بناء ان شعبوں کی کارکردگی بڑی طرح متاثر ہو رہی ہے۔ ان کے نام بعد ولدیت، عہدہ، گرید اور تعلیمی قابلیت کی شعبہ وار اور جس پالیسی کے تحت ان کی تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں، کی تفصیل دی جائے۔ نیز مذکورہ سنٹر کے بورڈ آف گورنر ز کے چیئرمین و ممبران کے نام بعد ولدیت اور منعقدہ اجلasoں میں کیے گئے فیصلوں کی تفصیل بھی دی جائے۔؟

وزیر حکمہ صحت

گورنمنٹ آف بلوچستان کی منظوری سے مندرجہ ذیل ڈاکٹروں کی تفصیل درج ذیل ہیں۔ ڈاکٹر فہیم الحق محلہ صحت مختصر کیدر، گرید۔ 19 کارگیولر ملازم ہے جو کہ IBINAQ اچھنٹ پر ہے۔ اور سروس بھی دی جاری ہے اور اسکو ڈائریکٹر میڈیکل ریسرچ کا چارنگ دیا گیا ہے۔

(2) ڈاکٹر داؤد، ہمیلتھ ڈیپارٹمنٹ مختصر کیدر، گرید۔ (19) کارگیولر ملازم ہے۔ اور اچھنٹ پر ڈائریکٹر ایڈ منسٹریشن تعینات کیا گیا ہے۔

(3) ڈاکٹر عبدالرحمٰن Ex-MS.SPH ایڈمن لیا گیا ہے۔

(4) اور ڈائریکٹر فناں کا چارنگ بھی ڈاکٹر فہیم کو دیا گیا۔ اور بقول چیف ایکنیٹیو ہمیلتھ ڈائریکٹر کے تمام ڈاکٹریکٹروں کی کارگردی بہترین اور مطمئن ہیں۔ اور ڈائریکٹروں کے چارنگ دیے گئے ہیں جو کہ بغیر اضافی مالی فوائد کے اچھنٹ پر کام کر رہے ہیں۔ دیگر تفصیل خیم ہے لہذا اسمبلی لا سیری ی ملاحظہ فرمائیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی مت رکہ کوئی ضمنی سوال ہے۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قادری۔ دیکھیں! میر اسوال یہ تھا کہ جن شعبوں میں directors levels کے جن لوگوں کو appoint کیا گیا تھا contract level پر کیا گیا تھا۔ تو اُنکے جو education یا qualification ہیں، وہ انکی position سے match ہیں۔ مجھے جو یہاں پر دیا گیا ہے director administration attachment پر انکو regular ملزم تھے اور 19 کے levels کے deputy admin کو بھی وہاں پر retired officer کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح گورنمنٹ کے ایک کمیٹی کی تعینات کے جن شعبوں میں ڈاکٹروں کے جن levels کے جن

لیا گیا ہے۔ اور director finance کو بھی ایک جو ہیں ناں انہوں نے انچارج ڈاکٹر فنیم کو regular management cadre ملازم ہیں یہاں لا کر انکو دو چارج یہاں پر دیئے گئے ہیں۔ تو یہاں پر صرف یہاں کیا ہے کہ ان کے لیعنی کام سے مطمئن ہیں ڈیپارٹمنٹ؟۔ میرے خیال سے اگر انکے کام سے مطمئن ہوتے تو although Kidney Center ایک اچھا initiative ہے۔ 20 hospital beds کا hospital beds کا staff رکھا گیا ہے۔ اگر آپ جا کر دیکھیں گے تو جہاں پر patients کے dialysis کے patients ہیں یہاں کوئی beds نہیں لگے ہوئے ہیں۔ جن میں سے تین سے چار ایسے لوگوں کو نہیں چھوڑا جاتا۔ 6 سے زیادہ beds ہیں۔ اور staff admit ہیں۔ جو ہیں ناں انکا لیعنی جو nurses یہاں پر میں نے لٹھیں دیکھی ہیں اتنی زیادہ ہیں تو جو dialysis کے آپ جائیں گے اس room کو، میں نے خود دیکھا ہے کیونکہ ظاہر ہے انسان کا کسی مریض کے ساتھ تعلق پڑتا ہے۔ تو وہاں پر آپ کو لیعنی مجھے وہاں staff اتنا نظر نہیں آتا۔ ایک نر یعنی ہوتی ہیں۔ ایک ward boy ہے۔ اور یعنی جو directors انہوں نے میں ہوتا ہے۔ باقی آپ کو staff اتنا زیادہ regular نظر نہیں آیا۔ اور یعنی جو performance ہم وہاں کہیں گے کہ ہم مطمئن ہیں۔ جہاں پر آپ کے administration performance ہیں۔ تو وہاں پر dialysis-room میں پانی نہیں آیا ہوتا۔ یعنی اس طرح کے ایک situation ہے۔ تو میں request کروں گی اپنے وزیر سے کہ وہ kindly ایک دفعہ انکا visit کر لیں۔ اس کو آپ بیشک اپوزیشن سے اگر اپنے ساتھ ہمیں بھی لے جائیں، ہم بھی آپ کے ساتھ آنے کو تیار ہیں۔ جو یہاں پر کسی بیشی ہے، ہم اس kidney center کو بالکل ہم appreciate کرتے ہیں کہ performance ہے، ہم اس gaps ہیں تو آپ اسکو ہمارے ساتھ بیٹھیں اور دیکھیں ہم آپ کو identify کروائیں گے۔ thank you۔

وزیرِ مکملہ صحت۔ جناب اپسیکر! جیسے میدم نے کہا تھا ہے۔ اس پر ہم ابھی بورڈ کا meeting ہم بلا رہے ہیں۔ اس کو چیک کریں گے۔ بیشک تمہیں اپوزیشن کے بھی دو بندے ہوں ہمارے ساتھ آئیں اس پر چیک کرتے ہیں جو خامیاں ہیں اس کو ہم دور کریں گے، انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اپسیکر۔ جی شکریہ۔ جناب میر یونس عزیز زہری صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 90 دریافت

فرمائیں۔

میریوس عزیز زہری۔ سوال نمبر 90۔

میر فضیب اللہ مری (وزیر ملکہ صحت)۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

☆ 90 میریوس عزیز زہری، رکن اسمبلی کیم رفروری 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر صحت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صلحی ہیڈ کوارٹر ہسپتال خضدار کو فراہم کردہ ایم بولینسز کی کل تعداد کتنی ہے اور گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ان پر فیول اور مرمت کی مدد میں آمدہ آخر اجات کی سال وار تفصیل دی جائے نیز کیا حکومت آبادی / مریضوں کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر مذکورہ ہسپتال کو مدید ایم بولینسز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر ملکہ صحت

اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال خضدار میں ایم بولینسز کی تفصیل اور گزشتہ پانچ سال کا خرچ ذیل ہے اور آبادی کے لحاظ سے مریضوں کی سہولت کے لئے ایم بولینسز فراہم کی گئی جو کہ درج ذیل ہیں۔

| کیفیت | مرمت خرچ | فیول خرچ | تعداد استعمال ایم بولینسز | کل تعداد استعمال ایم بولینسز | مالی سال |
|-------|----------|----------|---------------------------|------------------------------|----------|
| | 353000 | 604800 | 4 | 10 | 2014-15 |
| | 959000 | 1286000 | 4 | 10 | 2015-16 |
| | 1528000 | 1641000 | 5 | 10 | 2016-17 |
| | 881000 | 1225000 | 5 | 10 | 2017-18 |
| | 581000 | 925000 | 3 | 10 | 2018-19 |

میریوس عزیز زہری۔ جناب اسپیکر ایہ جو ہم نے ambulances کے متعلق میں نے جو کہا ہے ان میں 2016 اور 2017-2018 میں ہمارے جو ہمارے پاس ambulances ہیں، خضدار national headquarter hospital کے لیے یہ تقریباً خضدار headquarter کے لیے یہ تقریباً خضدار headquarter کو ہم لوگ cover کر رہے ہیں highway ہماری highway سے تقریباً 70 percent national highway کی جو تعداد ہیں 10 میں سے ابھی ہمارے وہاں سے۔ تو اس میں ہمارے پاس دس ambulances کی جو تعداد ہیں 10 میں سے ابھی ہمارے

پاس 3 رہ گئی ہیں۔ 7 جو ہیں ناں، وہ خراب ہیں۔ یا کدھر ہیں یا کدھر نہیں ہیں مجھے نہیں پتہ۔ باقی ہمارے رہ گئے 3۔ تو میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں اگلی next-year میں یہ 2 ہوں گے۔ یا یہ بڑھ جائیں گے 10 پر جائیں گے۔ اس کا مجھے وہ کر لیں۔ اور یہ ہے کہ میری information کے مطابق ہمارے headquarter hospital میں دو ambulances کام کر رہے ہیں۔ یہاں 3 لکھے ہوئے ہیں۔ دو ambulances کام کر رہے ہیں ہمارے پاس۔ باقی ہمارے مجھے جو پتہ چلا ہے کہ تین شاید ambulances ہمارے repair ہو کے وہ DG صاحب کے پاس کھڑے ہیں۔ DG صاحب کے office میں کھڑے ہیں۔ وہ پتہ نہیں کسی اور کو دینا چاہتے ہیں شاید خضداروانہ نہیں کر رہے ہیں؟۔ مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں۔ وزیر صاحب بتائیں گے اور میرا وزیر صاحب سے request یہی ہو گی کہ ہمارے 70 percent road ambulances کو جو ہم cover کر رہے ہیں۔

ہمارے accidents کو بھی cover کوہا ہے۔ اور خضدار hospital کوئی کے بعد سب سے بڑا hospital ہے جہاں تقریباً ایسے دن ہوئے کہ گیا رہ operations بھی وہاں پر ہوئے ہیں۔ تو ایک اگر accidents ہوتے ہیں ایک کوچ میں چالیس سے پینتالیس casualities ہوتے ہیں تو ہم ان سب کو cover کرنے میں آپ خود کیلیں 3 ایکبوالیں ہیں یا 2 ایکبوالیں ہیں۔ ہم کتنا کر سکتے ہیں؟۔ میری وزیر صاحب سے request یہ ہے کہ ابھی جو نئے ambulances آگئے ہیں، غیر ضروری جگہوں پر روانہ کر دیئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں بہر حال ان کو بھی ضرورت تھی، میں نے بھی request کیا کہ ایک ایکبوالیں اللہ کے نام پر ہمیں بھی دے دیں لیکن وزیر صاحب نے ہمیں نہیں دیا۔ تو کوشش یہ ہے کہ آئندہ ہمارا خیال رکھا جائے۔ اور ہمارے دس کے دس کے ambulances کو ہمیں repair کر کے دے دیں تو اس سے ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی منستر صاحب! اللہ کے نام پر آپ کوئی کام کریں گے؟۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکومت صحت)۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے معزز مبر نے کہا تو ہمارے پاس ایکبوالیں ہیں۔ ادھر میں چیک کرتا ہوں تیار ہیں وہ ہم خضدار بھجیں گے۔ نئے ایکبوالیں جو آئیں گے اس میں بھی خضدار کو دے دیں گے۔ کیونکہ خضدار بڑا اڈسٹرکٹ ہے اور روڈ کے اوپر ہے۔ ہم ان کو جلدی انشاء اللہ ایکبوالیں دے دیں گے۔ جو ہمارے پاس repair شدہ ہیں وہ بھی ہم تھیج دیں گے خضدار، انشاء اللہ۔

میر یوس عزیز زہری۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی شکریہ۔ مولانا نور اللہ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 103 دریافت فرمائیں۔
مولانا نور اللہ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میرا سوال نمبر ہے 103۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ مولانا صاحب آپ صرف سوال نمبر پکاریں۔
103☆ مولانا نور اللہ رکن اسمبلی کیم رفروری 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال قلعہ سیف اللہ بیشول ضلع قلعہ سیف اللہ میں تعینات ڈاکٹروں کی کل تعداد کس قدر ہے اُنکے نام بمعہ ولدیت، جائے تعیناتی، لوکل / ڈومیسائیل اور تنخوا ہوں و دیگر مراعات کی تفصیل دی جائے اور ان ڈاکٹروں میں کتنے اپنے ڈیوٹیوں پر حاضر ہیں اور کتنے غیر حاضر ہیں نیز کیا حکومت غیر حاضر ہے والے ڈاکٹروں و دیگر عملے کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر مکملہ صحت

ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال قلعہ سیف اللہ میں تعینات مختلف کیلگری کے ڈاکٹروں کی تعداد 41 ہے جن میں اکثریت اپنی ڈیوٹیوں پر حاضر ہیں۔ کوئی غیر حاضر نہیں ہے ڈاکٹروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ 1۔ سپیشلست کی تعداد تین ہیں۔ 2۔ سینٹر میڈیکل آفیسر 3 ہیں۔ 3۔ میڈیکل آفیسر 9 ہیں۔ 4۔ لیڈی میڈیکل آفیسر کی تعداد 11 ہیں۔ 5۔ ڈینٹل سرجن کی تعداد 2 ہیں۔ 6۔ اسٹاف نرس کی تعداد 3 ہیں۔ 7۔ ایل ایچ وی کی تعداد 2 ہیں۔ کنٹریکٹ ڈاکٹ۔ 1۔ میڈیکل آفیسر پانچ ہیں۔ 2۔ ڈینٹل سرجن تین ہیں۔ تفصیل مختینم ہے لہذا اسمبلی لاہور بری یہ ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا نور اللہ۔ میں ان میں کچھ کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال قلعہ سیف اللہ اور بیشول ضلع قلعہ سیف اللہ میں تعینات ڈاکٹروں کی کل تعداد کس قدر ہیں؟۔ ان کے نام بمعہ عہدہ، جگہ تعیناتی، لوکل و ڈومیسائیل اور ان ڈاکٹروں میں کتنے اپنی ڈیوٹیوں پر حاضر ہیں؟۔ اور کتنے غیر حاضر ہیں؟۔ نیز کیا حکومت غیر حاضر ہے والے ڈاکٹروں اور دیگر عملے کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟۔ تفصیل بھی دی جائے۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر مکملہ صحت)۔ sir جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو ضمنی question بھی مولوی صاحب نے اس میں شامل کر دی ہے۔

مولانا نور اللہ۔ جواب ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال قلعہ سیف اللہ میں تعینات مختلف categories کے

ڈاکٹروں کی تعداد 41 ہے۔ جن میں اکثریت اپنی ڈیویٹیوں پر حاضر ہیں۔
جناب ڈپٹی اسپیکر! مولوی صاحب! یہ تو ہم سب لوگوں کو مل گیا ہے آپ اگر کوئی اور
دوسرے supplementary سوال کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا نور اللہ۔ میں جواب پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر! اگر آپ سے مطمئن ہیں کہ اس سوال کرنا چاہتے ہیں تو آپ بیشک کر دیں۔

مولانا نور اللہ۔ تو اس میں ایک جگہ لکھا گیا ہے جن میں اکثریت اپنے ڈیویٹیوں پر حاضر ہیں۔ اکثریت کا
لفظ استعمال کیا ہے اور بعد میں لکھ دیا گیا ہے کہ کوئی غیر حاضر نہیں ہے۔ کیا اس میں کوئی تضاد پایا جاتا ہے یا
نہیں؟۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر یحکمہ صحت)۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے مولوی صاحب نے کہا ہے تو اگر غیر
حاضر ہیں اُسکا اپنا district ہے وہ ہمیں بتائیں ہم اس پر کارروائی کریں گے انشاء اللہ۔

مولانا نور اللہ۔ شکریہ۔ ڈاکٹروں کے تفصیل درج ذیل ہیں:- specialists کی تعداد 3 ہیں،
senior medical officers کی تعداد تین ہیں۔ medical officer کی تعداد نو ہیں۔

lady medical officers کی تعداد 11 ہیں۔ dental surgeons تعداد 2 ہیں۔ جبکہ
contract doctor کی تعداد 2 ہیں۔ LHV کی تعداد 3 ہیں۔ ایک عدد staff nurses ہے۔

medical officer کی تعداد پانچ ہیں۔ تین dental surgeon ہیں۔

جناب اسپیکر! اس میں نہ کوئی نام ہیں، نہ کوئی تفصیل ہیں۔ میں نے تو مراعات کے حوالے سے بھی پوچھا تھا۔ کہ
نام کیا ہے، ولدیت کیا ہے، posting کہاں ہیں، مراعات کتنا ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر یحکمہ صحت)۔ مولوی صاحب! اتنے ڈاکٹرز ہیں، اتنے staff ہیں۔ مجھے کسی
کی ولدیت کا علم ہی نہیں ہے۔ بہر حال آپ کا اپنا ڈسٹرکٹ ہے۔ آپ چیک کریں۔ اُدھر سے دیکھیں
اگر ڈیوٹی پر غیر حاضر ہیں تو ہم اس پر کارروائی کریں گے۔ ہمیں اس کا کیا پتہ ہے کہ کس کا والد کون ہے وہ کس کا
بیٹا ہے۔

مولوی نور اللہ۔ تو اس طرح میں خود بھی ہسپتال کو چلا لوں گا میرے خیال میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر! جی مولانا نور اللہ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 106 دریافت فرمائیں۔

مولانا نور اللہ، رکن اسمبلی کیم فروری 2019ء کو من خرشدہ

کیا وزیر صحت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 2017 اور 2018 کے دوران مطلع قلعہ سیف اللہ میں تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گرید، تاریخ تعیناتی، جائے تعیناتی اور لوکل اور ڈو میسائل کی تفصیل دی جائے؟۔

وزیر حکمہ صحت

سال 2017 اور 2018 کے دوران مطلع قلعہ سیف اللہ میں تعینات کردہ ملازمین کے تعداد بمعہ ولدیت عہدہ تاریخ تعیناتی لوکل و ڈو میسائل کی تفصیل ختم ہے لہذا اسمبلی لا بئری ی میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ جناب اپنے صاحب! سوال کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔

مولوی نور اللہ۔ محترمہ بہن شفیلہ صاحبہ نے تو جواب کے بارے میں منشڑ صاحب سے شکایت کی کہ شاید میرے سوال کا جواب منشڑ صاحب نے خود بھی نہیں پڑھا ہے۔ لیکن میں یہ شکایت کرتا ہوں کہ میرے سوال کا جواب دیا گیا ہے وہ منشڑ صاحب پڑھنیں سکتا ہے۔ کیونکہ وہ پڑھنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس کا میں ایوان میں یہ جواب دیا گیا ہے اس کا شکل یہ ہے اگر وہ پڑھ سکتا ہے تو صفحہ نمبر 3 اور 6 وہ پڑھ لیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ نہیں مولوی صاحب! اس کا صحیح ہم آپ کو دے دیں گے۔ واقعی یہ جو سوال کا جواب ہے یہ پڑھانہیں جا رہا ہے۔ ہم دوبارہ آپ کو صحیح جواب دے دیں گے کیونکہ یہ شاید اس میں ہو گیا ہے۔

مولوی نور اللہ۔ جناب اپنے صاحب! پوچکہ منشڑ صاحب میرا ذاتی دوست ہے، ان تفصیلات کے طلب کرنے کا میرا غرض یہ ہے کہ میرے مطلع میں مختلف پوسٹوں پر health department کے بغیر انڑو یو کے لوگ بھرتی ہوئے ہیں، عبوری حکومت کے دورانیہ میں۔ اور surplus لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے اضافی۔ جن کے post نہیں ہیں۔ لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ کہیں سے میں نے جو کاپی ڈھونڈی ہے۔ تو اس میں میں نشانہ ہی کر سکتا ہوں۔ اور یہاں DG office میں تعینات کردہ لوگوں کو قلعہ سیف اللہ transfer کر کے وہیں کے پوسٹوں کو بھر دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی نان لوکل لوگوں کی بھرتی ہوئی ہیں۔ اور بہت سارے ایسے ملازمین ہیں، جن کا تقرر تو ہوا ہے مگر وہ ابھی تک پریشان پھر رہے ہیں۔ ان کو جگہ اور post نہیں مل رہی ہے۔ medical technician کو چوکیداری کی پوسٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ نہ اشتہار دیا گیا ہے نہ interview test اور test interview لیا گیا ہے۔ بہت سارے بے صابطیاں ہوئی ہیں۔ اور ذاتی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر بغیر اشتہار کے، بغیر test کے، بغیر interview کے، بغیر test کے، بغیر interview کے لوگوں کو تعینات کر دیا گیا ہے۔ تو اسکی مثال

اور دلائل میں دے سکتا ہوں نظر صاحب کو۔ اگر وہ مجھ سے طلب کرنا چاہیں تو۔
میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ جناب اسپیکر! جیسے معزز کرنے کے لئے کہا ہے کہ یہ بھرتیاں پچھلی
 گورنمنٹ میں ہوئی ہیں۔ کچھ نگران حکومت میں ہوئی ہیں۔
نصر اللہ خان زیرے۔ نگران میں ہوئی ہیں۔
میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ نگران میں ہوئی ہیں یا پچھلی گورنمنٹ میں۔ ہماری گورنمنٹ
 میں نہیں ہوئی ہیں۔ اگر ہوئی ہیں تو مولوی صاحب ہمیں کاپی دے دیں۔ ہم اس پر کارروائی کریں گے انشاء
 اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی شکریہ۔ جناب عبدالواحد صدیقی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 11 دریافت
 فرمائیں۔
عبدالواحد صدیقی۔ سوال نمبر 111۔

111☆ جناب عبدالواحد صدیقی، ہرگزن اسمبلی

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیم جنوری 2017ء تا حال حکمہ صحت میں تعینات کردہ ملازمین کے
 نام، بمعہ ولادت، عہدہ، گرید، تاریخ تعیناتی، تعلیمی قابلیت اور لوکل اڈو میسال کی تفصیل دی جائے

وزیر حکمہ صحت

اس ضمن میں تحریر ہے کہ کیم جنوری 2017ء تا حال حکمہ صحت میں تعینات کردہ ملازمین گرید 01 سے گرید
 15 تک مختلف اضلاع میں تعینات کیئے گئے ہیں۔ جن کی تعداد 3900 ہے۔ جس کی تفصیلات مسلک ہے
 (F/A) اور گرید 16 میں فیکیل نرس مختلف اضلاع میں تعینات کیے گئے ہیں۔ جن کی کل تعداد 76 ہیں
 ۔ اسٹاف نرس گرید 16 میں تعینات کیے گئے ہیں جن کی کل تعداد 58 ہیں۔ (F/B)۔ تفصیل مختین ہے لہذا
 اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر حکمہ صحت)۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔
عبدالواحد صدیقی۔ جناب اسپیکر صاحب! اس فلور پر میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ پچھلی حکومت میں
 جو تعیناتیاں کی گئی ہیں۔ یقیناً جس طرح مولانا نور اللہ صاحب فرمار ہے ہیں۔ انتہائی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔
 یہاں تک ہوئی ہیں کہ میرے خیال میں گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ

کوئنہ کے بغیر باقی پورے بلوجستان میں کہیں بھی وہ زمین نہیں خریدی گئی۔ تو لوگ donation کر جاتے ہیں اس زمین کو۔ اُس کے بد لے عام ٹرانسفر کی پوسٹیں لیا کرتے ہیں۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ ان ٹرانسفر کی پوسٹوں پر متعلقہ گاؤں کی نہیں۔ متعلقہ ضلع کی بھی نہیں۔ باہر سے لوگ لا کر یہاں تعینات کیتے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے آج اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں RHC روڈ ملازی۔ جو کہ لوگوں نے ہمیں زمین donation کی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ اُس وقت اُس زمین کی ملکیت لاکھوں میں تھی۔ لیکن ان لوگوں نے ہمیں اس بنیاد پر دے دی تھی کہ کلاس فور کی پوسٹیں ہمیں مل جائیں۔ لیکن جو کہ ان گنوں میں ملا۔ آج ان پر تعیناتیاں تو کی گئی ہے۔ لیکن آج تک C.H.R.Bند پڑی ہے۔ اور وہ لوگ جو تعینات کیتے گئے ہے کلاس فور کے۔ ہم سرے سے جانتے بھی نہیں کہ وہ کہاں سے اور کیسے ابھی تک وہ اُس اسٹیشن پر حاضر بھی نہیں ہوئے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، برشور میں۔ اُس کی بھی پوزیشن یہی ہے کہ جن لوگوں نے ہمیں زمین دی تھی۔ ہم نے باقاعدہ اُنکے ساتھ معاهدہ کیا تھا کہ کلاس فور کی پوسٹیں آپکو دی جائیں۔ جو کہ انکو ہمیں ملی ہیں۔ اور آج ہماری تحصیل ہیڈ کوارٹر کی جو بلڈنگ بنیں۔ آج تک وہاں تالے پڑے ہوئے ہیں۔ تو میں نے بار بار اس فلور پر گزارش کی ہے۔ جو کہ ہمارے سردار عبدالرحمن کیتھران صاحب نے ہمیں وعدہ بھی دیا تھا کہ انشاء اللہ و تعالیٰ ہم اس طرح کی جو پوسٹیں ہیں۔ ہم اسکو الگ کریں گے۔ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحب سے میں ملا ہوں۔ اُن لوگوں نے جا کر کے وہاں کی visit بھی کی ہے۔ متعلقہ زمین دیکھی بھی ہے۔ اور باقاعدہ نمبری زمین ہے۔ کسی کے نام بھی ہے۔ اُس نے donation بھی کی ہے۔ تمام روپوں مکمل ہو کر آج میرے خیال میں اس منسٹر کے ٹیبل پر بھی پڑا ہوا ہے۔ سیکرٹری صاحب کے ٹیبل پر بھی پڑا ہوا ہے۔ چار مہینوں سے مسلسل میں اس تگ و دو میں ہوں۔ لیکن آج تک ہمارا وہ RHC روڈ ملازی کا وہ روڑ وہ بھی بند پڑا ہوا ہے۔ اور ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر۔ لوگ تو یہاں تک کورٹ بھی گئے ہیں۔ تو seriously اس مسئلے کو kindly لیں۔ تاکہ ہمارے جو گورنمنٹ نے سہولت دی ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر، برشور کی۔ یا RHC روڈ ملازی کی۔ اُس سہولت سے اگر ان چار بندوں کو ہم وہاں سے ٹرانسفر کروادیں۔ وہ پوسٹیں خالی رکھیں۔ تب بھی ہمارے ادارے کھل جائیں گے۔ جو کہ ایک لاکھ کے برابر آبادی تحصیل برشور کی ہے۔ اُس سے زیادہ ہے۔ اُس سے مستفید ہو گا۔ اور ہماری پچیس، تیس ہزار آبادی روڈ ملازی کی ہے۔ وہ بھی اپنی RHC روڈ ملازی سے مستفید ہو گے۔ تو آپ کی خدمت میں گزارش یہ ہے۔ یہاں تو ایک پلنہ ہمیں بنانے کے دیتے ہیں کہ یہ بندے لگے ہیں۔ ہمیں اُس سے کوئی غرض نہیں۔

جو ہمارا اصل پوائنٹ ہے RHC روڈ ملازمی۔ اور تحریکیں ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہماری برشور کی۔ براہ کرم ہماری ان دو اداروں کو کھلوا کر دیں۔ ہمیں کسی سے کوئی وہ نہیں ہے۔ صرف ایک مسئلہ ہے کہ کلاس فور کی چار، پانچ پوٹھیں ہوں گی۔ پیشین کے بھی بہت سارے ادارے اس طرح کی بند پڑے ہوئے ہیں۔ تو جناب اپیکر صاحب! آپ کی توسط سے محترم منستر صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہمارے ان دو اداروں کو جو اس وجہ سے بند ہیں۔ یہ کم از کم ہماری مشکل حل کروادیں۔ اور ہمارے ان اداروں کو کھول دیں۔

میر نصیب اللہ خان مری (وزیرِ حکومت)۔ جناب اپیکر صاحب! جیسے مولوی صاحب نے کہا ہے۔ اگر پُرانے بھرتیاں ہوئی ہیں۔ کوئی اور ڈسٹرکٹ سے آئے ہیں ادھر سے۔ تو آپ ہمیں نشاندہی کریں۔ ہم اُس پر کارروائی کریں گے۔ اگر نہیں ہیں تو ہماری گورنمنٹ کا سب سے پہلے کابینہ میں یہی فیصلہ ہوا ہے۔ جس کا بھی U.B.H. اُسی گاؤں کا ہے۔ اُسی کا بندہ لگے گا۔ جو C.H.R. ہے اُسی کا لگے گا۔ باہر سے کوئی نہیں۔ اگر اُس B.H.C. یا اُس U.H.B. گاؤں سے نہیں ہوگا۔ تو اُس یونین سے ہوگا۔ اگر یونین سے نہیں ہوگا تو تحریکیں سے ہوگا۔ آپ اگر پُرانے ہیں۔ تو آپ نشاندہی کریں۔ اگر ٹرانسفر کر کے لائے ہیں۔ تو ہم اُنکو اُسی جگہ پہنچیں گے۔ ورنہ ہمارا یہی پالیسی ہے کہ جس علاقے کا جہاں کا U.H.B. ہے۔ اُسی علاقے کا درجہ چہارم کی پوٹھیں انہیں کی ہوں گی۔

عبدالواحد صدیقی۔ جناب اپیکر صاحب! منستر صاحب سے گزارش ہے کہ ہم یہ مانتے ہیں کہ کیئر ٹیکر حکومت میں یہ تعیناتیاں ہوئی ہیں۔ چونکہ آپ اس وقت sitting Minister ہیں۔ ان خامیوں کو آپ نے ہی دُور کرنا ہیں۔ چونکہ چارج آپ ہی کے ساتھ ہے۔ جس وقت بھی اس نبیاد پر بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ تو اُسکو دُور کرنا آپ ہی کی ذمہ داری ہے۔ ہم نے رپورٹ کمل کر کے آپکے سیکرٹری کے ٹیبل پر پہنچا دیئے۔ آپ کے D.H.O کی بھی یہی رپورٹ ہے۔ ڈی سی کی بھی یہی رپورٹ ہے۔ اُس میں سب کچھ ہم نے کمل کروادی ہے۔ اُسکو pursue kindly کریں تاکہ یہ مسئلہ ہمارا حل ہو جائے۔

وزیرِ حکومت۔ جناب اپیکر صاحب! رپورٹ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے پہنچا دیئے ہیں۔ میری نظروں سے نہیں گزر رہے۔ اگر ہے تو ہم اُس پر کارروائی کریں گے۔ اگر باہر سے پوٹھیں ہیں۔ لوگ آئے ہیں۔ تو ان لوگوں کے ساتھ نا انصافی ہوگی۔ جو اُس یونین سے تعلق رکھتے ہیں یا اُس C.H.R. سے۔ تو ہم اُنکو جہاں کے ہیں اُنکو ادھر ہی بھجیں گے۔ اور پوٹھیں خالی کر کے اُسی علاقے کے لوگوں کو بھرتی کریں گے انشاء

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی شکر یہ منظر صاحب! یہ یقیناً ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس پر غور کیا جائے۔ توجہ دلا دنوں۔ جناب ثناء صاحب! آپ اپنا توجہ دلا دنوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

ثناء اللہ بلوج۔ جناب اسپیکر! میرے پاس آج یہ بیبل نہیں ہوا ہے۔ نہ ہی ہمارے ایجنسی میں ہے۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔ جو ایجنسی اکل ہمیں گھر پر بھیجا گیا تھا۔ اُس میں یہ شامل نہیں تھا ایجنسی۔ کیونکہ میں تورات کو اُسی ایجنسی اجوہ میں گھر پر فراہم کیا گیا۔ اُسی کی بنیاد پر کیا۔ تو میں خود حیران تھا۔ بہر حال It is Thank you OK۔ جناب اسپیکر! توجہ دلا دنوں۔ BDA کے کنٹریکٹ کے ملازمین کا تاحال مستقل نہیں کیا جانا۔ کیا وزیر بی ڈی اے ازراء کرم مطلع فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکمہ بے ڈی اے میں تعینات کردہ کنٹریکٹ ملازمین گزشتہ کئی سالوں سے مستقل کے منتظر ہیں۔ جس کی وجہ سے ان میں بے چینی پائی جاتی ہے۔

(ب) اگر جو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ملازمین کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟۔ اگر نہیں، تو مجبہ بتائی جائے؟۔

میر عمر خان عمرانی۔ جناب اسپیکر! ایک دفعہ یہ دیکھنا پڑیگا۔ اُس میں ہی ہمارا سب کچھ فائل ہو گا۔ اُسکے بعد ہی میں یہ کہہ سکوں گا کہ گورنمنٹ کیا ارادہ رکھتی ہے۔

ثناء اللہ بلوج۔ Thank you.

(اس مرحلہ میں محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی، میڈم چیئر پرسن صاحب نے ایوان کی صدارت کی)۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی (میڈم چیئر پرسن)۔ سیکرٹری اسمبلی! please رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی)۔ سردار عبدالرحمن کیتھران صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج تا 16 فروری کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ انجینئر زمرک خان صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر اسد اللہ بلوج صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست

میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میرضیاء اللہ لانگو صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنااء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنااء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب نور محمد مژر صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنااء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب محمد مبین خان خلیجی صاحب نے مطلع فرمایا ہے وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنااء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ نوابزادہ گہرام خان بگٹی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنااء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ حاجی محمد نواز صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنااء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب قادر علی نائل صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرمین۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ مکھی شام لعل صاحب نے نجی مصروفیات کی بنااء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے

کی درخواست کی ہے۔

میدم چیئرپرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسembلی۔ محترمہ مستورہ بی بی نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میدم چیئرپرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسembلی۔ ڈاکٹر ربانہ بلیدی صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میدم چیئرپرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسembلی۔ محترمہ بانو صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میدم چیئرپرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسembلی۔ میر نعمت اللہ زہری صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میدم چیئرپرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسembلی۔ جانب حمل کلمتی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میدم چیئرپرسن۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظوری ہوئی۔

شان اللہ بلوج۔ میدم چیئرپرسن۔

میدم چیئرپرسن۔ اجی۔

شان اللہ بلوج۔ سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ چیئرپرسن کی نشست پر بیٹھی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ Thank you

شان اللہ بلوج۔ میدم چیئرپرسن! ہم جب بچپن میں اسکول میں ہوا کرتے تھے اُس وقت بھی ساٹھ کے کلاس میں ستر کے کلاس میں غیر حاضری کی درخواستیں دو سے تین ہوا کرتے تھے۔ اُسکی ایک وجہ ہوا کرتی ہے۔ آج بلوجستان اسembلی کے تقریباً ساٹھ فیصد جو ممبرز ہیں وہ کسی نہ کسی وجہ سے یہاں پر غیر حاضر ہیں۔ ہم

سمجھتے ہیں سب کی ذاتی، بھی، علاقائی کچھ مصروفیات ہوتی ہیں۔ آپ نے کبھی سوچا ہوگا کہ اس غیر حاضری کی وجوہات کیا ہیں؟۔ جب میں پہلی دفعہ اس اسمبلی میں آیا تھا۔ میں نے یہاں پر ایک request کیا تھا کہ دُنیا میں کوئی بھی ادارہ بغیر کسی strategic planning کے clear plan کے بعد annual plan کے syllabus کے یا اس کے بعد annual plan کے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔ اگر بلوجستان اسمبلی کا اپنا ایک annual plan ہی نہیں ہے کہ ہم نے ایک سال میں کن کن مہینوں میں اپنی نشستیں کرنی ہیں۔ کب اجلاس کرنی ہیں؟۔ تو یہ غیر حاضری اسی طرح بڑھتی رہے گی۔ کیونکہ کچھ ممبران عمرے پر جارہے ہیں۔ کچھ اپنے علاقوں میں ہیں۔ کچھ کی اور مصروفیات ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا اجلاس آخری دونوں تک دونوں یا تین دن پہلے call کیا جاتا ہے۔ جب آپ دوسرے تین دن یا ایک ہفتہ پہلے بھی اگر اجلاس کو call کر لیں۔ کوئی ممبر جو ہے وہ یہ ورنہ ملک بھی ہو سکتا ہے۔ کسی نے عمرے پر جانا ہے۔ کوئی بیمار ہے۔ کسی نے اپنے علاقے میں کوئی فیصلے کچھ مصروفیات رکھی ہوئی ہوئی ہیں۔ آپ بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں آپکے توسط سے یہ اپل کرتا ہوں اپنے تمام ممبران سے کہ کیا آپ ایک تکلیف کروائیں کہ کم از کم اگر اسکولوں کا ایک annual plan ہے کہ انہوں نے اس دن کھلتا ہے۔ اس دن بند ہونا ہے۔ کم از کم یہ اسمبلی بھی کم از کم ایک اسکول کی طرح اپنا ایک annual plan تو بنالیں کہ ہمارا ایک اجلاس سے دوسرے اجلاس میں وقفہ کا نام کیا ہے۔ ہم نے سال میں کتنے دن بیٹھنا ہیں۔ وہ تو ہمیں پتہ ہے۔ لیکن کب بیٹھنا ہے؟۔ یہ ہمیں نہیں پتہ۔ تو میں ایک گزارش کرتا ہوں کہ میں نے خود strategic plannings کیتے ہیں۔ یہ annual plans بنائے ہیں۔ اور آج کل اتنی زیادہ ہمارے پاس سہولیں بھی ہیں۔ تو آج اگر آپ چھوٹی سی کوئی ایک کمیٹی بنادیں۔ اگر کمیٹی نہیں تو already ہمارے پاس ہاؤس کی کمیٹیاں ہیں اپنی۔ آج وہ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں۔ دو، چار ممبر زکم از کم یہ ہے کہ ایک annual plan بنالیں۔ یہ سال جو ہے دوسرے مہینے میں ہم داخل ہو گئے ہیں۔ اور ہمیں پہلے مہینے میں بنانا چاہیے تھا۔ تاکہ آئندہ اس قسم کی situation سے بچا جائے۔ یہ سوچل میڈیا کا دور ہے۔ پوری دُنیا کی یہ رہی ہے۔ یہ اسمبلی بیٹھی ہے۔ بلوجستان بہت تکلیف دہ عمل سے گزر رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی بیروزگاری، بددھائی، غربت، خشک سالی۔ بلوجستان میں لوگوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں بڑی investments اور mega-developments framework نہیں ہے۔ ڈولپمنٹ جو ہے وہ ٹوٹل halt پر ہے۔ ٹوٹل رُکا ہوا ہے۔ جموں کا شکار ہے۔ یہ ساری چیزوں کو منظر رکھتے ہوئے۔ یہ بلوجستان کا brain ہے۔ یہ بلوجستان کا دماغ ہے۔ جب کسی بھی،

کوئی چھٹ کا ہو یا چارفت کا انسان ہو۔ اسکا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ پورے جسم نے کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ یہ بلوچستان اسمبلی بلوچستان کا دماغ ہے۔ اُسکی brain ہے۔ جب تک یہ brain خود پر یکٹیکل نہیں ہو۔ جب تک کوئی یہ timely نہیں ہوں۔ جب تک یہ plain نہیں ہوں۔ جب تک یہ organized نہیں ہوں۔ اُس وقت تک یہ بحال بلوچستان جو ہے یہ ان مسائل سے نکل نہیں سکتا ہے۔ تو اسی لیئے میڈم چیرپرسن۔ آپ جو ہیں چیرپرسن صاحبہ! آپ اس پر کوئی رو لگ دے دیں کہ جی ہم نے اپنا اجلاس میں تبدیل کریں۔ Thank you annual plan

میڈم چیرپرسن۔ Thank you شاء بلوچ صاحب۔ انشاء اللہ بہت جلد ہم annual جو عجتنے بھی dates ہیں۔ انکو فائل کر کے تمام لوگوں کے ساتھ شیئر کریں گے۔ اور جیسے ہی یہ حکومت کی رضامندی سے انشاء اللہ آئندہ اجلاس کے لیئے سالانہ کلینڈرو اخراج کریں گے۔ تاکہ معزز اکین اسمبلی اپنی مصروفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور وہ اسمبلی کی اجلاس کو regular join کیا کریں۔ اسکے بعد جناب نصراللہ خان زیرے صاحب کی جانب سے تحریک التوانہ نمبر 1 موصول ہوئی ہے۔ تو قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 1-75 کے تحت تحریک التوانہ نمبر 1 پڑھ کر سنایا جائے پلیز۔

نصراللہ خان زیرے۔ Thank you Madam چیرپرسن صاحبہ۔ میں اسمبلی قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 2 فروری 2019ء کو لوار الائی میں ڈیشنٹر دانہ کارروائی کے خلاف سیاسی جماعتوں کا دھرنا جاری تھا کہ ASP پولیس کی جانب سے پُر امن مظاہرین پر دھماکا بول دیا گیا۔

میڈم چیرپرسن۔ جناب زیرے صاحب! اگر میں اسکو پڑھ لوں۔ اس کے بعد آگرآپ۔ نصراللہ خان زیرے۔ میں پڑھتا ہوں پھر آپ پڑھ لیں چونکہ میں نے شروع کیا ہے۔

میڈم چیرپرسن۔ ٹھیک ہے۔ نصراللہ خان زیرے۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 2 فروری 2019ء کو لوار الائی میں ڈیشنٹر دانہ کارروائی کے خلاف سیاسی جماعتوں کا دھرنا جاری تھا۔ کہ ASP پولیس کی جانب سے پُر امن مظاہرین پر دھماکا بول دیا گیا۔ تشدید کے نتیجے میں پروفیسر محمد ابراہیم عرف ارمان لوئی شہید کئے گئے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس افسوسناک واقعہ، امن و امان کی مجموعی صورتحال اور دہشت گردی کی حالیہ نئی لہر کو زیر بحث لا یا جائے

- میڈم چیرپسن Thank you.

میڈم چیرپسن۔ چونکہ اسی نویت کی تحریک التواء نمبر 2 جناب اصغر خان اچکزئی صاحب، رکن اسمبلی کی جانب سے بھی موصول ہوئی ہے۔ جو میں پڑھ کر سناتی ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ دونوں لورالائی میں پیش آنے والے دہشتگردی کے واقعہ کے خلاف پُر امن احتجاج کرنے والوں کے خلاف لورالائی پولیس کی جانب سے کارروائی کی گئی۔ جس کے نتیجے میں پروفیسر امان لوئی شہید ہو گئے۔ اس واقعہ کے خلاف صوبہ کے تمام سیاسی جماعتوں کی جانب سے ہڑتال کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس واقعہ کے رومنا ہونے کی وجہ سے عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ لہذا آج اس واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا منظور ہے؟

- اس میں چاہیئے ہوتی ہے؟ - majority

میرظہ احمد بلیدی (وزیر مکمل اعلیٰ تعلیم و انفار میشن)۔ میڈم چیرپسن! میں اس پر کچھ بولنا چاہوں گا۔

میڈم چیرپسن۔ بھی۔

میرظہ احمد بلیدی (وزیر مکمل اعلیٰ تعلیم و انفار میشن)۔ ہمیں ارمان لوئی کے ناگہانی فوتنگی پر شدید افسوس ہے۔ اور ان کے ساتھ جو بلوچستان کے ایک معزز پروفیسر تھے۔ ان کی اتنی عمر نہیں تھی۔ جو قبل از وقت ان کی فوتنگی ہوئی ہے۔ لیکن اس تحریک التواء میں ہمارے جو ایک معزز رکن نے جو تحریک التواء پیش کی ہے۔ تو اس میں انہوں نے براہ راست پولیس کو ملوٹ کیا ہے۔ احتجاج کرنا پاکستان میں، آئین میں، سب کا حق ہے۔ لیکن ایک واقعہ کو لیکر اس کو غلط رنگ دینا۔ لوگوں کے جذبات کو مشتعل کرنا۔ وہ قطعاً درست نہیں ہے۔ تو اس واقعہ کو لے کر کے ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ کچھ یہ ورنی قوتیں جس طرح tweets آرہے ہیں۔ جس طرح رہنمی کی جاری ہیں۔ کیونکہ ابھی تک اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ نہیں آئی ہے۔ جو عینی شاہدین ہیں وہ مختلف واقعات بیان کر رہے ہیں۔ کچھ کہہ رہے ہیں ”کہ جی heart-attack کا مسئلہ ہوا ہے“۔ کچھ کہہ رہے ہیں ”کہ جی کوئی اور معاملہ ہوا ہے“۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ دیکھیں! یہاں بلوچستان میں جو دہشتگردی کے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ یہاں پر ہماری law enforcement agencies کی بڑی قربانیاں ہیں۔ انہوں نے جانوں کے نذر آنے پیش کئے ہیں۔ اور ان کو آج اسی لورالائی میں وہاں پر پولیس لائن میں خودکش حملہ ہوا تھا۔ اور وہاں پر وہ لوگ شہید ہو گئے تھے۔ اور انکو جا کے اس طرح ملوٹ کرنا۔ بغیر کسی تحقیقات کے، بغیر کسی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے، یہ قطعاً درست نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پوسٹ مارٹم رپورٹ کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ جب وہ رپورٹ آئیگی اگر اسے میں ہم دیکھیں گے کہ اگر واقعی اس طرح واقعہ ہوا ہے۔ اور کوئی تشدد کے

ذریعے ارمان لوئی صاحب جو ہیں فوت ہوئے ہیں۔ تو definitely حکومت کا روائی کر گی۔ اور حکومت جو واقعات میں ملوث ہیں انکو یقیناً کفر کردار تک پہنچائے گی۔ لیکن اُسی اثناء میں اگر کوئی جن کے کوئی مذموم مقاصد ہیں، جو لوگوں کو مشتعل کرنا چاہتے ہیں تو انہائی قابل مذمت بات ہے۔ ہم نے بڑی مشکلوں کے بعد۔ ہم نے بڑی قربانیوں کے بعد آج بلوجستان میں ایک امن پیدا ہوا ہے۔ امن کی طرف ہم بڑھ رہے ہیں۔ اُس کو سبوتاڑ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب اپنے! آپ نے دیکھا ہوگا ایک واقعہ کو لے کر کے باہر کے کسی صدر نے tweet کر دیا ہے۔ تو اس سے ہم پاکستانی قوم، بلوجستان کے لوگ کیا اخذ کریں کہ آیا کوئی باہر میں کچھ ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کہ یہ ملک destabilize ہو۔ اس ملک میں اشتغال انگیزی ہو۔ تو اُسی کو دیکھ کر حکومت بلوجستان اُس کے پوسٹ مارٹم کا انتظار کر گی۔ جو پوسٹ مارٹم کی روپورٹ آئیگی تو اُس کے روپورٹ کو دیکھیں گے پھر اس پر فیصلہ کیا جائیگا۔ اور اگر واقعی اس طرح واقعہ ہوا تو انکو یقیناً کفر کردار تک پہنچایا جائیگا۔ تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ یہ انہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔ اس میں براد راست پولیس کو ملوث کیا گیا ہے۔ براد مہربانی اسکارونگ نہیں دیں اور صبر کریں جب تک کہ پوسٹ مارٹم کی روپورٹ آئے۔

میڈم چیئرمیشن۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں تو kindly وہ کھڑے ہو جائیں۔

نصر اللہ خان زیری۔ ایک منٹ میڈم چیئرمیشن صاحبہ! ذرا ہمیں سنیں پھر آپ وہ دے دیں۔

میڈم چیئرمیشن۔ جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

اصغر خان اچکزئی۔ میڈم چیئرمیشن۔ یقیناً یہ انہائی حساس اور دخراش واقعہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک عجیب و غریب سلسلہ ہمارے اس طرح واقعات پر شروع کیا جاتا ہے۔ بالفرض ایسا کریں ایک تو ایک عجیب و غریب منطق دیا جا رہا ہے کہ ارمان لوئی جو شہید ہو گئے تھے وہ فٹ فٹ جوان لڑکا تھا۔ یعنی ایک بندہ جو گھر میں بستر پر سوتے ہوئے یا اپنے دوستوں کے ساتھ کسی گپ شپ میں یا کسی اور جگہ پر بیٹھ کے کوئی گپ شپ کرتا ہو، اسکے ساتھ اس طرح کا واقعہ ہو جانا تو اپنی جگہ بات صحیح۔ لیکن ایک عجیب و غریب نوعیت کا heart-attack تصویر کیا جا رہا ہے۔ ایک بندہ جو پولیس کے ساتھ، پولیس اسکو گرفتار کر رہی ہے۔ اور دنیا دیکھ رہی ہے۔ ایک نہیں، دس نہیں، سینکڑوں اس واقعے کے گواہ ہیں۔ ان کے سامنے بندہ باتیں کرتے ہوئے اُس کو heart-attack ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ ایک عجیب دلیل اور منطق ہے۔ میں اس پر تحریک التواء کے اس لئے حق میں ہوں کہ ہمیں اس پر بات کرنی چاہیے۔ اور اگر بالفرض کریں واقعہ جس

طرح سامنے لایا جا رہا ہے۔ اگر واقعی اسی طرح سے بھی ہے تو ہمیں ڈر کس بات کا ہے؟ اس پر کیوں نا ایک ہائی کورٹ کے نج کی سربراہی میں ایک جو ڈیشل کمیشن نہیں بنائی جائے۔ وہ اس پورے واقعہ کی تحقیقات کریں۔ ہم سے خامخواہ اپنی کوتا ہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے معاملے اُس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ جس کو پھر ہم قابو کرتے ہوئے، کسی کو غدار ٹھہراؤ دیتے ہیں، کسی کو ملک دشمن قرار دیتے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن۔ اچکزی صاحب! thank you۔ میرے خیال سے جو اسکے حق میں ہے اور بحث میں لانا چاہ رہے ہیں، وہ kindly ہاتھ کھڑے کریں۔ جی بالکل، do agree۔ ایکن آگر جو ہاتھ کھڑا کر دیں پھر اسکے بعد میرے خیال پھرا سکے بعد اسکو۔ جی کھڑے ہو جائیں اپنی سیٹوں پر، پلیز۔ نصر اللہ خان زیرے۔ میڈم چیئر پر سن صاحبہ! آپ روانہ پڑھ لیں۔

میڈم چیئر پرسن۔ میری یہ request ہے کہ جو اس کے حق میں ہے تو kindly اپنی سیٹ پر کھڑا ہو جائے

نصر اللہ خان زیرے۔ میڈم چیئر پرسن! تسلی سے ہمیں سنیں، ایک واقعہ ہوا، بڑا، ایک پروفیسر کی موت ہوئی ہے، شہادت ہوئی ہے۔ کم از کم آپ مجھے سنیں گے۔ میں محرک ہوں۔ میں اس تحریک التواء کا محرک ہوں۔

میڈم چیئر پرسن۔ دیکھیں اس طرح نہیں ہے۔ یہ ایک تحریک التواء ہے۔ جو اس تحریک التواء کے favour میں ہیں وہ اپنی اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جائیں۔

نصر اللہ خان زیرے۔ میڈم چیئر پر سن صاحبہ! نسٹر صاحب اس پر بولے۔ کیوں بولے؟ اسلئے کہ اُسکو بولنے کی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ آج تحریک التواء کا محرک میں ہوں۔ جناب اصغر صاحب ہیں۔ تو ہم نے اس پر بولنا ہے کہ یہ ظلم ہوا ہے۔ پروفیسر ارمان لوںی ایک نوجوان پروفیسر تھا۔ ایک ماں کا، ایک باپ کا بیٹا تھا۔۔۔ (مداخلت) نہیں، نہیں، آپ کیوں گھبراتے ہیں نا۔ آپ اس پر بحث کریں۔ تو آپ اسکو منظور کریں اگلے دن بحث کیلئے رکھ دیں۔

میڈم چیئر پرسن۔ بحث نہیں ہو سکتی please۔ جو اس کے favour میں ہیں تو kindly وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔ روانہ کے تحت آپ کھڑے ہو جائیں اپنی سیٹوں پر۔ دیکھیں!

نصر اللہ خان زیرے۔ اس میں ہے کیا اس پر بات ہونی چاہیئے۔

میڈم چیئر پرسن۔ رولنگ تو میں آپ کو دے رہی ہوں۔ شفاف طریقے سے اس کی ووٹنگ کی جائے۔ اس

وقت یہاں ہال میں جتنے بھی موجود لوگ ہیں ان کو ہم count کریں گے۔
 نصراللہ خان زیرے۔ میں منظر صاحب سے، آپ سے request کروں گا کہ اس میں کوئی
 قباحت نہیں ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔ اس پر کیا قباحت ہے؟ آپ کیوں اس طرح اپنے لئے دیکھو! اس
 سے ہمارے عوام کی اور ابراہیم اونی شہید کے شہادت سے ہمارے عوام کے جذبات ہیں۔ اُس کو جس طرح اُس
 کی جنازہ کا جس طرح رسومات ادا کئے گئے ہیں وہ ہمارے عوام کا اُس سے جذبات منسلک ہیں۔ یہ حکومت
 خواجواہ پشتوں عوام کی دشمنی مولے رہی ہے اس سے۔ اگر تحریک التواء مسترد کر دی اس حکومت نے تو اس
 سے اس حکومت کی یہ پشتوں دشمنی واضح ہو جائیگی۔ ایک پشتوں یک پھر ارکو، ایک پروفیسر کو شہید کیا گیا ہے۔
 میڈم چیئرمین۔ زیرے صاحب! الفاظ کا ذرا خیال رکھیں Mic-off کر دیں۔
 نصراللہ خان زیرے۔ نہیں ابھی admit کر دیں پھر اس حوالے سے آپ اس پر بحث کریں
 اس میں کیا قباحت ہے؟

میڈم چیئرمین۔ اسمبلی قواعد کے۔ زیرے صاحب!۔۔۔ (مدخلت)۔
 نصراللہ خان زیرے۔ دیکھو! میڈم چیئرمین آپ اس فلور پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ سے زیادہ اس
 دکھ کا احساس کسی کو نہیں ہو سکتا۔ آپ اس واقعہ سے گزری ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک ماں کا،
 ایک بہن کا لخت جگر اس طرح اُن سے ایک پروفیسر کو اس نے بے بسی میں تعلیم حاصل کی۔ اُس حوالے
 سے آپ کیوں؟

میڈم چیئرمین۔ یہ تحریکیں ہیں۔ ان کو ہم کلب کر رہے ہیں۔ جو اسکے favour میں ہیں وہ
 اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

سکریٹری صاحب! count کر لیں۔ جی پورا ہے۔ 14 تاریخ کو آپ کے دونوں جو تحریکیں ہیں تحریک التواء
 نمبر 1 اور تحریک التواء نمبر 2۔ یہ جمعرات کو بحث کیلئے منظور کیا گیا ہے۔

بلوچستان لازمی تعلیمی خدمات کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 01
 مصدرہ 2019ء) کو پیش کا جانا۔ مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان، ثانوی تعلیم کا مسودہ پیش کریں۔
 میر محمد خان اہٹری (مشیر وزیر اعلیٰ برائے مکمل ثانوی تعلیم)۔ میں محمد خان اہٹری، مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے مکمل
 ثانوی تعلیم، بلوچستان لازمی تعلیمی خدمات کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون
 نمبر 01 مصدرہ 2019ء) پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیئرمین۔ بلوچستان لازمی تعلیمی خدمات کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء پیش ہوا۔ مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے ثانوی تعلیم، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 170 کے تحت اپیشل کمیٹی کی تشکیل سے متعلق تحریک پیش کریں۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ ثانوی تعلیم۔ شکریہ چیئرمین صاحبہ! کیونکہ ہمارے ابھی یہاں پر جو اسٹینڈنگ کمیٹیز بن رہی ہیں، ہم اس کو، education standing committee جب بنے گی، ہم اس کو اس کے حوالے کریں گے۔

میڈم چیئرمین۔ کمیٹی کے لیے تجویز کردہ جو نام ہیں، وہ دیئے جائیں۔
مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ ثانوی تعلیم۔ جی ہجہ ہمارے standing committee کا بنے گا، ہم اس کو اسکے حوالے کریں گے۔

میڈم چیئرمین۔ اپیشل ایک کمیٹی کے لیے kindly nominations جو نام ہیں، وہ nominations آپ اپنی دے دیں۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ ثانوی تعلیم۔ نہیں standing committee میڈم! بن رہی ہیں۔ ابھی اسکا نوٹیفیکیشن ایک دو دن میں ہو جائے گا، پھر ہم اسکو standing committee کے حوالے کر دینے گے جو ہمارے education standing committee کا ہو گا۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و محکمہ اطلاعات)۔ نہیں، جو standing committee کا education کر دے گی۔

میڈم چیئرمین۔ لیکن اس میں کمیٹی کی nominations تو آپ دیں گے؟
میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و محکمہ اطلاعات)۔ وہ final stages پر ہو رہے ہیں، آخری refer کر دیں۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ ثانوی تعلیم۔ میڈم! وہ ہو جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ہماری standing committee final کا کا education کر دینے گے۔ پھر اگلے سیشن میں اسکو پیش کر دینے انشاء اللہ۔

میڈم چیئرمین۔ چلیں ٹھیک ہے۔ جی thank you۔

میڈم چیئرمین۔ بلوچستان پلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون

نمبر 02 مصروفہ 2019ء کو پیش کیا جائے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات)۔ میں وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصروفہ 2019ء) کو پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیرپسن۔ تحریک پیش ہوئی۔

وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات۔ اسکو بھی متعلقہ کمیٹی کو refer کر دیا جائے جو جانچ پرٹال کے بعد دوبارہ اسمبلی میں پیش کر دے گی۔

میڈم چیرپسن۔ جو nominations committee کے ہیں یعنی وہ بعد میں آپ دیں گے۔ جو ابھی کچھ دونوں میں notify ہونے والی committee ہو گی اُس کو refer کر دیں۔

میڈم چیرپسن۔ لہذا مسودہ قانون کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ان دونوں کی جو ہیں ہمیں اگلے اجلاس تک یہ دے دیں۔ thank you۔

میڈم چیرپسن۔ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصروفہ 2019ء) کو پیش کیا جائے۔

وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات۔ میں وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم ووزیر مکملہ انفار میشن، وزیر خزانہ کی جانب سے بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصروفہ 2019ء) پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیرپسن۔ جی وزیر خزانہ کے behalf پر بلیدی صاحب! بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون پیش کر دیں۔

وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات۔ یہ میں نے پیش کر دیا ہے۔ اگر اس کو بھی متعلقہ کمیٹی کے حوالے کر دیں تو کوئی قباحت نہیں ہے اسیں، اگر کمیٹی کو refer کر دیں۔

میڈم چیرپسن۔ کمیٹی کو میر اخیال ہے اس کو بھی ہم refer کر دیتے ہیں کہ یہ کمیٹی دے ہمیں۔ اچھا! تحریک التواء آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ بعد میں اس کو آپ دیں گے۔ یہ جو دوسرا آپ کا ہے

ڈھانچہ ترقیاتی محصول اس کی بابت الگی تحریک آپ یعنی جو اس کو پیش کریں گے، fine۔ وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات۔ یہ تو پہلے ہو گیا ہے۔ میڈم چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی جو سالانہ report برائے سال 2017ء کو ایوان میں پیش کیا جائے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات)۔ میں وزیر مکملہ اطلاعات، بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سالانہ report برائے 2017ء کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ اور میں وزیر مکملہ اطلاعات، وزیر ملازمت ہے و عمومی نظم و نسق کی جانب سے، بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سالانہ report برائے سال 2017ء بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی 1989ء Act کے 9 section کے تحت ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیئرمین۔ جی۔ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سالانہ report برائے سال 2017ء بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی 1989ء Act کے 9 section کے تحت ایوان میں پیش ہوا۔ میڈم اسپیکر! ہمارے پاس میڈیکل کالجز کے حوالے سے بحث ہے اس کو اگر نصر اللہ خان زیرے۔ میڈم اسپیکر! ہمارے پاس میڈیکل کالجز کے قیام کے معاملے پر بحث اگلے آپ الگی اجلاس کر لیے کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

میڈم چیئرمین۔ جی ضلع خضدار، اور الائی اور کچ میں میڈیکل کالجز کے قیام کے معاملے پر بحث اگلے اجلاس کے لیے ہم اسکور کھتے ہیں۔ جی شناز صاحب۔

شناز اللہ بلوچ۔ نہیں جی اس پر آج بحث کرتے ہیں جن دوستوں کو بات کرنی ہیں وہ کریں گے۔ اس پر بحث ہو جائے۔ یہ دو دفعہ defer کیا تھا۔ یہ بہت اہم نویعت کا مسئلہ ہے۔ اس پر تھوڑی سی debate کریں گے۔ باقی دوست ضروری نہیں ہے کہ اس پر debate کریں، حکومت کا چھوٹا سامؤقت آجائیگا۔ health کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ تو اس کو conclude کر لینے گے۔

وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات۔ خیر اگر بحث ہو جائے تو کوئی قباحت نہیں ہے لیکن چھوٹکہ time constant کا بڑا time ہے اور ہم نے آگے ایک اہم قرارداد پر جو مشترکہ پیش ہونے والی ہے لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے اس پر بحث کرنی ہے۔ تو میں اپنے اپوزیشن ممبر ان کو درخواست کرتا ہوں کہ اگر اس کو defer کرنے دیا جائے تو اس قرارداد کی ذرا زیادہ اہمیت ملے گی۔

میڈم چیئرمین۔ جی بالکل۔ جناب ظہور احمد بلیدی صاحب آپ ایوان میں مشترکہ قرارداد پیش کرنے کی

بابت تحریک پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات)۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان وفاقی حکومت ایکشن کمیشن آف پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ سال 2017ء کی مردم شماری، بلوچستان میں 9 سالوں سے جاری خشک سالی اور وفاق میں پاکستان کی سطح پر بلدیاتی نظام میں اصلاحات متعارف کرنے کے ناظر میں بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات سے متعلق اقدامات (حلقہ بندی و بلدیاتی انتخابات) کو غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جائے۔ تاکہ بلوچستان میں بلدیاتی نظام متوقع اصلاحات اور سفارشات کے ناظر میں تشکیل دیا جاسکے۔ میڈم چیئرمین کو مشترکہ قرارداد نمبر 12 پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہذا محکمین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 12 پیش کریں۔

وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات۔ پیش تو ہو گئی ہے۔

میڈم چیئرمین۔ جی۔ اس کی admissibility پر بات کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات)۔ میڈم چیئرمین! جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ بلدیاتی ایکشن، آئین پاکستان کے تحت بڑی لازمی ہے۔ اور جس plan devolution ہے پاکستان میں وفاق سے صوبہ اور پھر صوبہ سے بلدیات تو اُس حوالے سے جو ہے بڑا ہمیت کا حامل ہے۔ اور ہماری بلوچستان میں جو بنیادی سہولتیں ہیں اور جو بنیادی چھوٹے کام ہیں وہ بلدیاتی نمائندوں کے توسط سے ہوتے ہیں۔ تو چونکہ آپ کو پتہ ہے کہ بلوچستان میں بلدیاتی ایکشن کے حوالے سے باقی صوبوں میں بعد میں ہوئے۔ بلوچستان میں ایک سال پہلے ہوئی تھی۔ تو اُس حوالے سے جو بلوچستان نے اپنے چار سالہ مدت ہے وہ پوری کرچکا ہے اور ایک آئینی قدغن آگیا ہے کہ اس میں اسی دوران census بھی ہو گئے ہیں۔ اور بلوچستان میں جو آبادی ہیں وہ shoot-up ہے ایک کروڑ چھپیں لاکھ تک پہنچ گئی ہیں۔ اور census کے بعد ایک آئینی obligation ہے کہ آیا وہ صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی کی delimitations ہوں، یا بلدیات کے حوالے سے delimitations ہوں۔ تو اس میں ہماری حکومت کا موقف یہ ہے ہم نے ایکشن کمیشن سے رابطہ کیا ہے کہ چونکہ وقت بڑا کم ہے۔ آپ براہ مہربانی ہمیں اجازت دیں تاکہ اپنی delimitations کر سکیں، وہ یونین کونسلز اور وہ علاقے جن کو جو ہیں delimit ہونا ہیں، ان پر نہیں ہم کام کر سکے۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں پر یونین کونسل بننے ہیں، بہت سے ایسے علاقے ہیں جو میونسپل کمیٹی میں ہیں، ان کو municipal corporation بنانا ہے۔ اسی طرح upgrade کرنا ہیں۔ اور پھر municipal corporation بنانا ہے۔

metropolitan corporations ہیں اُن کو بانا ہیں۔ لیکن ایکشن کمیشن چونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جی ہمارا ایک آئینی قدغن ہے۔ اُس میں جب سپریم کورٹ کی ایک روائی ہے کہ جب provincial Act contradicts ایکشن کمیشن کے Act سے۔ تو سپریم کورٹ کے verdict کے مطابق وہ ایکشن کمیشن کا جو ہے Act کر گی۔ تو اس حوالے سے ہماری ایکشن کمیشن سے براہ راست رابطہ ہوا ہے۔ اور ان سے ہم نے بات کی ہیں۔ ہم نے کہا کہ جی ہم پرانے ایک جو حلقة بندیاں ہیں اُن پر اگر ہم ایکشن کر دیں تو یہ بلوجستان کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ آپ کو پتہ ہے یہاں پر کوئی میں چار یونین کوسل ایسے ہیں اگر وہاں پر ایک یونین کوسل کی آبادی ایک لاکھ ہے، ایک لاکھ آبادی تقریباً وہ صوبائی اسمبلی کی جو ہے ایک ممبر کے حلقة میں آتا ہے۔ تو اس حوالے سے ہم اس ایوان کے توسط سے یہ مشترکہ قرارداد لے آئے ہیں تاکہ بلوجستان کے عوام کی طرف سے بلوجستان اسمبلی کی طرف سے ایک voice چلا جائے، ایک بھرپور آواز چلا جائے ایکشن کمیشن آف پاکستان کو۔ اور ان سے کہا جائے کہ چونکہ وہ rules relax کر دیں۔ اور ہمیں موقع دے دیں تاکہ ہم ندید جائے کہ اُسکی delimitations کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم سمجھتے ہیں کہ جو 2010ء کا جو لوکل گورنمنٹ کا Act ہے، وہ اُسکی کافی زیادہ اصلاحات کی ضرورت ہیں۔ وہ لوگوں کی ضروریات کو meet نہیں کر رہی ہے۔ چونکہ دُنیا میں اور پاکستان میں چیزیں change ہوتی جا رہی ہیں۔ بہت سے ایسے اختیارات ہیں جو ندیداً کو دینے کی ضرورت ہیں۔ تو ہم اس دوران اس Act کا دوبارہ از سرنو جائزہ لیں۔ اس کی منظوری دے کر اسے کو بھیجے اور پھر یہاں سے منظور ہو کے ایک نئے Act کے تحت ایکشن کا انعقاد ہو۔ تو میں آپ کو پوری اسمبلی کے توسط سے حکومت کی توسیع سے ایکشن کمیشن سے درخواست کروں گا کہ وہ اس پر ہمیں relaxation دی جائے۔

مہربانی۔

میڈم چیرپرنس۔ جی ثناء صاحب۔

شان اللہ بلوج۔ Thank you Madam. میں تھوڑا سا اسیں کچھ انکوئنکی طور پر انکی معاونت کرنا چاہوں گا کہ جب ہم federal government کے ساتھ کیونکہ جب ہم کوئی قرارداد پیش کر رہے ہیں کہ اگر ہم نے اس کو federal government کے ساتھ take-up کرنا ہے۔ تو ہمارے پاس کوئی دو، تین بڑے strong grounds ہیں وہ constitutional grounds ہوئی چاہیے۔ نمبر 1، ایک تو ہمارے پاس یہ ہے کہ ہمارے پاس constitutional grounds ہوئی چاہیے۔ دوسرا اس کے بعد ہمارے پاس

legislative grounds ہونا چاہیے جو بلوجستان کا یہ لوکل گورنمنٹ کا ایک ہے۔ اور جو ہمارے پاس legal instruments ہیں۔ تیسرا بات یہ ہے کہ جو اس وقت context ہے، جس میں ہم extension چاہ رہے ہیں اُس context کو بھی clear کرنا اور سمجھنا بڑی ضروری ہے۔ تو تین، چار چیزوں کو میں تھوڑا تفصیل میں رکھنا چاہوں گا تاکہ یہ debate کا حصہ بنے۔ اور اگر اس کی بنیاد پر بھی ہم فیڈرل گورنمنٹ کو بڑا convey کر سکتے ہیں۔ نمبر ایک۔ constitution کی کاپی ہمارے سارے دوستوں کے پاس ہے۔ اگر اسکو ہول کے دیکھ لیں صفحہ نمبر 80، section 140 A) ہر ایک صوبہ قانون کے ذریعے مقامی حکومت کا نظام قائم کریگا۔ اور سیاسی و انتظامی اور مالیاتی ذمہ داری اور اختیار مقامی حکومتوں کے منتخب نمائندوں کو منتقل کر دے گا۔ یعنی constitutionally ہر ایک صوبہ قانون کے ذریعے، اپنے law کے ذریعے، اپنے قانون کے ذریعے، مقامی حکومت، یعنی لوکل گورنمنٹ کا جو system ہے۔ وہ قائم کریگا۔ پھر اُس میں جو 2 ہیں (2) sub-section 140 مقامی حکومتوں کے انتخابات کا انعقاد ایکشن کمیشن آف پاکستان کرائے گا۔ اس میں یعنی (الف) جو ہے یعنی A وہ clearly کہتا ہے کہ ایک قسم کا یہ صوبوں کا mandat ہیں۔ اور اس کے علاوہ ہمارے پاس جو ہمارے principle of policy ہے جس کو ہم کہتے ہیں حکمت عملی کے اصول۔ chapter 2 constitution کا اُس میں ہمارے پاس جو ہیں 32-Artical。 جس میں بلدیاتی اداروں کا فروغ، وہ بھی clearly اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہم بلدیاتی اداروں کی فروغ کریں۔ ہمارے پاس دو constitutional instruments ہیں، ہمارے پاس laws ہیں۔ Article-140 کے sub-section-A کے تحت یہ ہماری صوبائی اسمبلی کا اور ہمارے صوبے کا اختیار ہے کہ ہم مقامی حکومتیں تشکیل دیں۔ اور ہر صوبے کا اپنا ایک context ہوتا ہے، اُس کا ایک political context ہوتا ہے، اُس کا ایک cultural context ہوتا ہے، اُس کے کچھ economic financial realities ہوتی ہیں جس کو دیکھ کر۔ لہذا اسی لیے constitution میں رکھا گیا ہے کہ صوبائی حکومتوں کا یہ prerogative ہے۔ اب اسی confusion تھوڑی سی contradiction کہاں پیدا ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایکشن کمیشن کے پاس ایک mandate ہے صرف ایکشن کروانے کا۔ ایکشن کمیشن کے پاس اور mandate نہیں ہے کہ وہ کس طرح کا لوکل گورنمنٹ کا یا system ہمارے لیے مرتب کریگا۔ یہ ہم نے کروانا ہیں۔ اس وقت ایک بہت بڑا discussion اور debate پل رہا ہے۔ CM صاحب کو اسکا بخوبی علم ہے کہ جب عمران خان صاحب کی PTI حکومت

آئی federal میں، تو انہوں نے اپنی پہلے ہی تقریر میں یہ بات کی کہ ہم پاکستان میں ایک نیابدیاتی نظام یا ایک نیا decentralized devolved political system introduce کروانا چاہتے ہیں۔ اور یہ کافی اس کے اوپر debates اور discussion بھی ہوئی انہوں نے اس کے سلسلے میں ٹاسک فورس بھی بنایا۔ باقی صوبوں کو یہ mandate دیا گیا کہ آپ کا اپنا لوکل گورنمنٹ کا جو system ہے اُس میں خامیاں تلاش کریں۔ اُس میں کمی تلاش کریں اور یہ بتائیں کہ ہم لوکل باڈیز کے سسٹم کو ہم کسی جو ہے وہ مزید empower کریں تاکہ لوکل باڈیز جو ہیں actually حقیقتاً جو ہے وہ لوکل گورنمنٹ ہو۔ یقینی لوکل گورنمنٹ سے مراد لوگوں کی پانی لوگوں کی جو ہے نالی، لوگوں کی سڑکیں، لوگوں کی جو basic administration ہیں، تعلیم ہے، یہ تمام چیزوں کی ذمہ داری لوکل گورنمنٹ کی mandate ہے۔ لیکن بدستقی سے بلوچستان اور پورے پاکستان میں لوکل گورنمنٹ ہیں یہ جو ساری ذمہ داریاں ہیں وہ پوری نہیں کر سکی۔ جو آپ محوس کر رہے ہوں گے بحیثیت ممبر پراؤشنل اسمبلی ہمارے گلے میں بہت سی ذمہ داریاں پڑتی ہیں کہ جی نالی بھی آپ صاف کروائیں، ٹرانسفارمر آپ تبدیل کروائیں، آپ نے جو مرکبیں ٹوٹی ہوئی ہیں ان کی بھی مرمت کروائیں۔ پل کے نیچے سے پانی زیادہ گزر گیا کم گزر گیا بھی۔ یہ براہ راست یہ provincial assembly یا ممبر ان تک ہی پہنچتے ہیں۔ اب جو ایک موقع جو ہمیں ملا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک موقع بلوچستان کی اس political leadership کو چاہے وہ اپوزیشن میں بیٹھی ہوں، چاہے وہ حکومت میں ہمیں یہ ملا ہے کہ ہم یہ جو کچھ تاریخی خامیاں ہے ان کو دیر کریں۔ ہمارے پاس ایک mandate ہے کہ ہم صوبائی حکومت جو ہے وہ مقامی حکومتوں کی structure اُس کی طریقہ کار میں تبدیلیاں لے آئیں۔ اب ایک جو مسئلہ درپیش آئی ہے کہ جو کچھی حکومت نے باقی پاکستان میں لوکل گورنمنٹ کے ایکشن سے قبل ایکشن کروائے۔ ہمارا لوکل گورنمنٹ کا جو system تھا۔ چار سال پر محيط وہ پہلے expire ہو گیا۔ تھوڑا سا House میں order چاہئے آپ کی تھوڑی سی آپ سرکار والوں کو زیادہ ضرورت ہے میرے خیال میں میدم چیز پر سن صاحبہ! تھوڑی سی order اگر house میں ہو۔

میدم چیز پر سن۔ kindly مذرا خاموشی اختیار کریں۔ جی۔

شان اللہ بلوج۔ اس میں دو چیزیں بڑی important ہیں کہ اب ہمارے پاس ایک جو مشکل میں پھنسی ہوئی ہے جو صوبائی حکومت اور ہم صوبہ بلوچستان کے لوگ کہ ہماری جو ایکشن کا جو معیاذ تھا لوکل باڈیز کا وہ ختم ہو گیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ آپ نے 1 سو 20 دن کے اندر بلوچستان کا جو Act ہے، اُسکے تحت ایکشن

کروانے ہیں۔ اور ایکشن کا انعقاد وہ کرنا ہیں۔ لیکن دو بڑی developments ہوئی جو کوئیرے خیال load-down کرنا ہے ہماری صوبائی حکومت نے federal government کے ساتھ take-up کرنا ہے نمبر 1۔ یہ کہ 2017ء میں census ہوئے۔ بلوچستان کی آبادی کا جو تناسب ہے آبادی کے جو نمبر ہیں number game بلوچستان کے اندر completely change ہو گیا ہے۔ ایکشن سے قابل حکومت بلوچستان نے جو ہے دو تین بڑے فیصلے کئے۔ مثال کے طور پر کوئی کہ بہت سے علاقوں کو میونسپل کار پوریشن یا میٹرو پولیشن کا حصہ بنادیا۔ نئے ٹاؤن اور میونسپل کار پوریشنز کے اعلانات کئے گئے۔ لیکن اس وقت جو ایکشن کمیشن ہے وہ بالکل پرانے جو out-dated وہ کم آبادی پر مشتمل یقینی اس وقت 2017ء کی آبادی میں بھی اُس پر مشتمل حلقة بندیاں کرو رہا ہے۔ تو ایک بہت بڑی contradiction جو آنے والا ہے جو حلقة بندیاں وہ کروائیں گے، وہ ایک پرانے نظام کے تحت کروائیں گے۔ ہم کیا miss کریں گے؟۔ دو تین چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ بات ہے کہ اگر ہم by-book جائیں گے تو بلوچستان مزید پسمندگی کا شکار ہو گا۔ ہم نے چاہے سپریم کورٹ ہو، ایکشن کمیشن ہو، federal government ہو، اُسکو یہ convey کرنا ہے کہ federal government میں وفاق کی سطح پر جو اصلاحات کا اجتنڈا ازیر بحث ہے۔ یا زیر غور ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ اصلاحات کے اُس reform, discussion سے بلوچستان equally benefit کریں۔ بلوچستان کو یہ پتہ چلے کہ جی کیا آپ لوگ reforms لاانا چاہتے ہیں۔ کیا لوکل گورنمنٹ کے system میں بہت بڑا وہ کیا کہتے ہیں۔革命ary reforms لاانا چاہتے ہیں۔ ایک تو اُس refoms سے ہم رہ نہیں جائیں۔ اگر ہم ایکشن کرواتے ہیں۔ تو ہم اُس refoms سے رہ جائیں اور بلوچستان کا نظام بڑا پسمند ہو گا۔ باقی تینوں صوبوں کا نظام، وہ بڑا جدید ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت problem یہ ہو رہا ہے پورے پاکستان میں مالی وسائل کا۔ کہ آیا اگر ہم provincial finance commission کرواتے ہیں اور لوکل باڈیز کے ایکشن کرواتے ہیں۔ ہم اپنے وسائل کا کتنا حصہ اپنے لوکل گورنمنٹ کو پا devolved ہوئی کو مقامی حکومتوں کو دیں گے۔ تیسرا بات ہم نے آئین کا ذکر کیا۔ آئین میں Article-140 clearly A کا سیکشن ہمیں support کرتا ہے۔ Sub-section-2 provincial government کو، Article-140 constitutional ہم نے support کرتا ہے۔ ہم کو، اس کو clarity کرتا ہے۔

سپریم کورٹ میں کسی طرح سے لے جانا ہے۔ اس سارے debate اور discussion کی روشنی میں بحث کرنی ہے۔ تیسری جو ایک جو بڑی important discussion context بلکہ یہ میں last time last job۔ CM صاحب کی تھوڑی سی توجہ چاہئے ہوگی۔ دنیا میں دیگر ممالک کو دیکھیں، ہم ایک فیڈریشن ہیں، ایک فیڈریشن میں۔ CM صاحب آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہئے۔ ہم ایک فیڈریشن ہیں۔ یہاں سے جو سفارشات ہم مرتب کرتے ہیں۔ یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ انکو زیر غور لاائیں۔ اگر کم از کم عملدرآمد نہیں کرتا۔ میں آپ کو ایک بات بتانا چاہوں گا۔ کہ پوری دنیا میں ایک چل رہی ہے کہ پاکستان جیسے غریب ممالک وہ چار سال کے اندر پانچ الیکشن debate اور discussion کرواتے ہیں۔ ہمارا Presidential-Election الگ ہوتا ہے۔ ہمارا Parliamentary-Election الگ ہوتا ہے۔ اور ہمارا لوکل باڈیز کے الیکشن الگ ہوتے ہیں۔ اور ہر الیکشن میں، میڈم چیئر پرسن صاحبہ! آپ کی معاملات کے لیے کہ اربوں روپے کے اخراجات ہیں۔ کوئی 60 سے 70 ارب روپے کے اخراجات، ان سارے الیکشنوں کو ملا کے آتے ہیں۔ اب میں آپ کو ایک بات بتانا چاہوں گا۔ اور یہ میرے خیال ہم نے اپنی presentation میں federal government کو بتانی بھی ہوگی کہ بحیثیت بلوچستانی ہم چاہتے ہیں کہ یہ تجویز ہماری طرف سے جانی چاہئے کہ پاکستان میں آنے والے جتنے بھی الیکشن ہوں، وہ متفقہ اور مشترک ہوں۔ یقینی طور پر کم از کم نہیں ہوتے ہیں اور لوکل باڈیز کے الیکشن یکساں ہوں۔ ابھی اسکے لیے میں آپ کو ایک مثال دوں۔ انگلینڈ نے since 1997 ہم نے ساری چیزیں کاپی کی ہیں انگلینڈ سے۔ ہمارا constitution، ہمارا judicial system، ہمارا institutional structure، یہ ساری چیزیں انگلینڈ کی ہیں۔ 1997ء سے برطانیہ میں جو لوکل باڈیز کے الیکشن اور Parliamentary-Election یہ ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اٹلی، بیکم، انڈونیشیا اور سویڈن جیسے ممالک وہ بھی بلدیاتی الیکشن اور دو جگہ پر نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کینیڈا سب سے بڑا federal country ہے۔ پاریمانی الیکشن اُنکے ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کینیڈا سب سے بڑا symbolic structure ہے۔ کینیڈا میں پاریمانی الیکشن اور countries میں جن کی مثالیں دوں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں میرے اراکین ہیں، حکومتی اراکین ہیں، یہ جو

مشترکہ قرارداد ہے، اسیں یہ ہم تمام چیزوں کو شامل کریں۔ اور ہم وفاقی حکومت کو، حکومت بلوجستان کی طرف سے اس صوبائی اسمبلی کی طرف سے یہ سفارشات چھیجن کریے جو آنے والے ایکشن ہیں، یعنی جو چاہے 2023ء میں آئیں، جب بھی آئیں، کوشش یہ ہونی چاہئے کہ تمام جو بلدیاتی انتخابات ہیں پارلینمنٹری انتخابات ہیں، یقینی اسیں National Assembly اور Provincial Assembly یہ سب یکساں ہوں۔ تو اسیں یہ جو اس طرح کی contradiction ہے۔ اور confusion ہے، اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ہم اس مشترکہ قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں اس مشترکہ قرارداد کے ساتھ محترم Cheif Minister صاحب اور اسکی team یہ سب بیٹھ کے یہ جو سفارشات ہم یہاں پر دے رہے ہیں۔ ان کے ساتھ مل کے اس debate کو، اس discussion کو وہاں پر federal government میں take-up کریں۔ تو ہماری بات میں، وزن میں، ایک موقوف میں کم از کم دلیل میں جو وہ منطق میں تھوڑی سی جان آجائے گی، اگر ہم extension یا delay-simply otherwise مانگیں گے تو شاید اس سے ہماری تھوڑی سی embarrassment کی صورتحال ہو۔ شکریہ میڈم چیرپرنسن صاحب۔

میڈم چیرپرنسن۔ شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

نصراللہ خان زیرے۔ thank you میڈم چیرپرنسن صاحب۔ یقیناً بلدیاتی ایکشن، آپ کو پڑھتے ہے میڈم چیرپرنسن صاحب! جب اس سے پہلے ایکشن ہوئے تھے۔ اُس وقت بھی یہ صورتحال اُس وقت کو حکومت کو در پیش آئی تھی۔ لیکن اُس وقت بھی ایکشن کمیشن نے اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے صوبوں سے کہا کہ آپ بروقت اپنے بلدیاتی ایکشن کا انعقاد کریں۔ کیونکہ جس طرح constitutional-provision ہمارے سامنے ہے، میں اگر پڑھ کے۔ میں دوبارہ آپ کے سامنے مقامی حکومت 140 (الف) 1۔ ہر ایک صوبہ قانون کے زیر مقامی حکومت نظام قائم کر گیا۔ اور سیاسی، انتظامی اور مالیات ذمہ داری اور اختیار مقامی حکومتوں کے منتخب نمائندوں کو منتقل کر دے گا۔ ایک ملک کا آئین کہہ رہا ہے کہ آپ جلد از جلد اپنی تمام اختیارات جو بلدیات کا ہے۔ وہ مقامی حکومتوں کو آپ دے دیں۔ اُس سے آگے آپ مقامی حکومتوں کے انتخابات کا انعقاد ایکشن کمیشن آف پاکستان کریں گا۔ میڈم چیرپرنسن! یہ حکومت کی ذمہ داری تھی جب یہ حکومت نے باغ ڈوڑسنجھاں، اگست 2018ء میں۔ تو اس حکومت کو، اس department کو، لوکل گورنمنٹ پورا ایک department ہے ہمارا۔ اُن کا سیکرٹری صاحب ہے۔ پہنچنیں کتنے DG صاحبان ہیں۔ کتنے ڈائریکٹر صاحبان ہیں۔ پورا department law ہے۔ اُنہوں نے اُس وقت کیوں نہیں سوچا 2010ء

کے Act میں مزید تبدیلی کے لیے؟۔ لیکن حکومت نے سُست روئی کا انہوں مظاہرہ کیا۔ اور ابھی ہمیں دو، تین briefings دی گئیں۔ اُس میں حکومت نے کہا کہ ہم اپنے 2010ء کے Act میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ پھر حکومت گئی بھی، ایکشن کمیشن کے دو دن پہلے چیف سیکرٹری صاحب نے، ایڈوکیٹ جزل صاحب تھے، باقی لوگ تھے۔ لیکن ایکشن کمیشن نے نہیں ماننا۔ میری یہ تجویز ہوگی بحیثیت ممبر اور ایک نمائندہ پشتو نخواہی عوامی پارٹی کا کہ بلدیاتی ایکشن کو اپنے وقت میں میں ہونی چاہتے۔ تاکہ ہم اپنے اختیارات جلد از جلد اپنے نیچے level کے مقامی نمائندوں کو ہم حوالے کریں۔ تو میری humble request ہوگی تمام House سے کہ بلدیاتی ایکشن کا constitution میں provision ہے۔ ہم bound ہیں، صوبائی حکومت bound ہے، صوبائی اسمبلی bound ہے کہ ہم فوراً سے پیشتر جو ایک سو 20 دن کا ہمیں معیاد دیا گیا ہے کہ اسیں آپ ایکشن کریں۔ تو میری یہ suggestion ہوگی اس House سے کہ اس قرارداد کی شاید ضرورت نہیں ہوگی۔ اس قرارداد کو میں oppose کرتا ہوں اور بحیثیت ممبر۔ میں حکومت سے چاہوں گا کہ بلدیاتی ایکشن کا انعقاد فوراً سے پیشتر آپ کریں۔ ہماری رائے اسیں آپ کے ساتھ ہیں۔

میڈم چیئرمین۔ جی میڈم بشری۔

محترمہ بشری! رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ خزانہ)۔ شکریہ میڈم اسپیکر! میں پہلے بھی دو دفعہ کھڑی ہوئی تھی۔ یہ جو نمبر 6 ہے۔ اس کا جزو نمبر (الف) اس لیے۔ یہ ایک separate ہے جس کو پر بلوجستان کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ daily basis

میڈم چیئرمین۔ میڈم بشری! یہ قرارداد ختم ہو جائے، اس کے بعد ہم آپ کی point کو take-up کرتے ہیں۔

محترمہ بشری! رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ خزانہ)۔ ok ٹھیک ہے۔

میڈم چیئرمین۔ جی اصغر اچکزی صاحب۔

اصغر خان اچکزی۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ یہ یقیناً جو مشترکہ قرارداد حکومت اور اپوزیشن دونوں کی طرف سے لائی گئی ہے یہ انتہائی اہمیت کا عامل ہے۔ یقیناً میں میں جو ایکشن کی demand ہو رہی ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ مہینہ تقریباً رمضان کا مہینہ ہوگا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ ذمہ داریاں جو ایکشن کمیشن نے خود کرنی تھیں۔ وہ بھی انہوں نے پوری نہیں کی ہیں۔ خاص کر سیمیں delimitation ایک ایسا مسئلہ ہے کہ مارچ کے آخر تک اسکو آؤزیں کرنا ہیں۔ پھر اس پر لوگوں نے عدالت جانا ہیں۔ تو یقیناً پھر یہ خشک سالی اور قحط سالی کی وجہ سے

اس وقت بلوچستان کی جو صورتحال ہے اور پھر گرمیوں کا اس میں جو season آ رہا ہے۔ تو ان تمام تر معاملات کو منظر رکھتے ہوئے میڈم اسپیکر! یقیناً حکومت کو وقت ملنا چاہئے، ایک صحیح اور طریقہ کار کے تحت قانون سازی کا۔ اور ایکشن کمیشن کو اپنے delimitation پہلے پورے کر دینے چاہئے۔ اس کے بعد یقیناً حکومت اسکے حق میں ہے کہ بلدیاتی انتخابات ہر صورت میں ہونی چاہئے۔ لیکن ایسی صورت میں کہ جب delimitation صحیح پہلے اپنی جگہ پر ہو جائے، قانون سازی مکمل ہو جائے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور اگر بات یہ کی جائے کہ جبکہ حکومت کی تو میرے خیال میں سپریم کورٹ اسکا order دیتے ہوئے تھک گئی، آخر، یقیناً یہاں تک کہ انہوں نے مطلب لتنا delay کیا تھا اُس میں۔ تو یقیناً یہ تین، چار میں سیمیں کوئی وہ نہیں ہے کہ اگر ایکشن delay ہو جائیں۔ اس کے بعد ایکشن ضرور ہم کرائیں گے۔ اور ہم اس کے حق میں ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ حکومت کو اتنا وقت ملنا چاہئے کہ قانون سازی ہو جائے۔ delimitation طریقہ کار کے تحت ہوئی چاہئے۔ اس کے بعد بیشک اس پر بات ہوئی چاہئے۔ Thank you very much.

محترمہ شکلیل نوید نور قاضی (میڈم چیئرمین)۔ اس مشترکہ قرارداد پر رائے لے لیتے ہیں۔ آیا مشترکہ قرارداد کو منتظر کی جائے؟ مشترکہ قرارداد منتظر ہوئی۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیرِ حکمہ خزانہ)۔ میڈم! وزیر خزانہ صاحب موجود نہیں ہیں جن کی behalf پر میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔

محترمہ شکلیل نوید نور قاضی (میڈم چیئرمین)۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری کی درخواست پر میں اپنی رو لنگ آئی ٹائم نمبر 6 پر دی تھی، وہ واپس لیتی ہوں۔ اور آئی ٹائم نمبر 6 کو دوبارہ take-up کرتی ہوں۔ جی محترمہ۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیرِ حکمہ خزانہ)۔ میں بشری رند، پارلیمانی سیکرٹری برائے حکمہ خزانہ، وزیر خزانہ کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 03) مصدرہ 2019ء پیش کرتی ہوں۔

میڈم چیئرمین۔ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 03) مصدرہ 2019ء پیش ہوئی۔ اب اس کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیرِ حکمہ خزانہ)۔ میں بشری رند، پارلیمانی سیکرٹری برائے

وزیر ملک نہزادہ، وزیر خزانہ کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 03) مصدرہ 2019ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعدہ انصبات کاربجیریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

(اذان مغرب - خاموشی)

شناع اللہ بلوچ - پونسٹ آف آرڈر۔

میدم چیئرپرنس - جی۔

شناع اللہ بلوچ۔ شکر یہ چیئرپرنس صاحب! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سب اسکے حق میں ہیں کہ بلوچستان کا revenue generation کافی عرصے سے جمود کا شکار ہے۔ کوئی اچھی پالیسی آنی چاہئے۔ دو، تین چیزیں جو یہاں پڑھوڑا سا قبل تشریح ہیں۔ جو کہ میرے خیال میں میدم صاحب! انکی تشریح کرنی چاہے۔ یا اسکو کیونکہ آئیں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ جوئی further context develop ہوا ہے۔ یا بلوچستان کے اندر کوئی اور بڑا میگا ڈولپمنٹ کا ایک context میں شاید بیرون از بلوچستان یعنی گودار کے پورٹ پھر یا ہمارے تقغان، چن سے یا دیگر مکران کے ہمارے بارڈ رائیز ہیں۔ وہاں سے اگر کوئی چیز داخل ہوتی ہے۔ اُس میں ایک توکشم کا Act لاگو ہوتا ہے۔ اور کشم والے اپنی جو assessing کرتے ہیں۔ اور پیسے لیتے ہیں۔ لیکن اسکے بعد جب وہ داخل ہوتا ہے تو اسکے بلوچستان کی کوئی اس پر وصولی نہیں ہوتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت بلوچستان کا آئیں شیئر ہو۔ اس لئے آپکا infrastructure استعمال ہوتا ہے۔ آپ کی سڑکیں استعمال ہوتی ہیں۔ آپ کے پل ہوتے ہیں۔ اس حد تک تو ہم agree ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے اندر جو ٹکیں کا جو regime ہے۔ اُس کو تھوڑا بڑھایا جائے۔ تاکہ بلوچستان میں جو گداگری کرتے ہیں اسلام آباد کی، یہ تھوڑی کم ہو۔ اور ہم اپنی resources-generation کریں۔ لیکن اس میں پڑھ رہا تھا اردو والا۔ اُس میں ٹکیں کا نفاذ

sub-section-3 ہے اسکا جو متعارف کیا گیا ہے، مسودے کا۔ وہ یہ ہے کہ آپ sub-section-3 میں جائیں۔ یہ کہتا ہے ٹکیں اکٹھا کرنے کا ایک مؤثر اور جامع نظام اور بہتر infrastructure ہوگا۔ اشیاء ایک صوبے سے باہر لی جانے یا ملک سے باہر لی جانے کا نظام چاہے وہ ریل گاڑی، ہوائی جہاز، سمندر کے ذریعے ہو، پر ٹکیں عائد ہوگا۔ یعنی آپ infrastructure پر ٹکیں لگا رہے ہیں۔ اشیاء ابھی وہ infrastructure کا۔ اب دوسرا آئیں ایک آرہا ہے وہ ان اشیاء کے کل مقدار کے

1% کے حساب سے کشم ڈیوٹی کے مقاصد کی خاطر محصول چوگنی عائد ہو گی۔ کیونکہ یہ لفظ جو چوگنی کا ہے۔ یہ کافی confusion اس لئے بھی پیدا کرتا ہے۔ چوگنی جو ہے وہ اس سے پہلے لوکل گورنمنٹ سسٹم میں ہر ڈسٹرکٹ والے چوگنی کا اپنا ایک چین لگا کے رقم وصول کرتے تھے۔ اب ایک ضلع سے دوسرے میں داخل ہوتے تھے وہ بھی چوگنی وصول کرتا تھا۔ تو لہذا اس Law میں آپ نے clear کرنا ہو گا کہ جی یہ جو ٹکس ہے یہ بلوجستان کے اپنے باشندوں پر عائد نہیں ہے۔ کل اپنی گھر کی بوری بسترا کسی گاڑی میں ڈال کے ایک جگہ سے transportation system کرتے ہیں۔ اب جو Inter-Provincial movement ہے، اس پر یہ ٹکس نہیں ہے۔ ایک تو آپ کو بڑا clear کرنا ہو گا۔ تاکہ اسکا غلط استعمال یہ حکومت اور آنے والی حکومتیں نہیں کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ sub-section-4 کا پھر sub-section-1 وہ شخص جس پر محصول قابل ادائیگی ہو گی۔ ایک صوبے میں دوسرے صوبے میں کوئی اشیاء لے جانی ہو۔ اور 4 کا sub-section-1 ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں کوئی اشیاء لے جانی ہوں۔ یہ بڑا confusing ہے۔ اور یہ جو ہے، بہت سے مسائل اور مشکلات کھڑی کرے گا۔ آپ سنده کے بارڈر سے لگتے ہیں، پنجاب کے بارڈر سے لگتے ہیں، KP کو یہاں سے آپ کسی بھی جگہ سے کوئی چیز لے جارہے ہوں گے۔ اسی کو جواز بنا کر ایک صوبے سے دوسرے صوبے اشیاء کی منتقلی چاہے وہ سبزیوں کی ہو، پھلوں کی ہو، فروٹ کی ہوں۔ دوسری چیزیں بھی ہوں۔ اُس کو اس بنیاد پر وہ ٹکس لگانا شروع کر دیں گے۔ اس طرح عموم پر ٹکس کوں کا بڑا ابو جھ ہو گا۔ over-all context جو section-5، sub-section-1 کی ادائیگی کی اور یہ کسی دوسرے صوبے میں بھجوانی ہو یا کسی دوسرے صوبے سے منگوانی ہوں۔ یا کسی دوسرے ملک سے لائی یا بھجوانی ہو۔ دیکھیں! کسی باہر کے ملک سے آرہا ہے۔ یہ تو سمجھ آ رہا ہے۔ بالکل گورنمنٹ آف بلوجستان ship آ رہا ہے گا در پورٹ پر زک رہا ہے۔ dock ہو رہا ہے۔ اُس پر کشم والوں نے اپنی China کشم لے لی۔ وہ فیڈرل fund consolidated میں جائے گا۔ وہ فیڈرل گورنمنٹ کو ملے گا۔ لیکن جب وہ پورٹ کا ایریا چھوڑ کے بلوجستان کی زمین پر داخل ہو گا، اُس پر بلوجستان ایک فیصد ٹکس لے۔ یہ ہم مانے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن یہاں اسکا 1 section-5. sub-section-1 کہتا ہے کوئی اشیاء کسی دوسرے صوبے بھجوانی ہو یا کسی دوسرے صوبے سے منگوانی ہوں۔ یہ پھر بہت بڑا conflict confusion اور ہوتی ہے۔ پیدا کر رہا ہے۔ کراچی سے ہماری لوگوں کی آدمی خرید و فروخت مکران کی یادگیری علاقوں سے ہوتی ہے۔ بسیں بھر کے آ رہے ہیں، ٹرکیں بھر کے آ رہے ہیں۔ تو اس پر اگر آپ نے infrastructure ٹکس ایک فیصد

لگانا شروع کر دیا۔ یہ تو پھر سارے لوگ سڑکوں پر کھڑے ہوں گے۔ اس کو assess کرنا اس کو سمجھنا اس میں مشکلات ہے۔ تو کچھ چیزیں ایسی ہیں میرے خیال میں میں اسکے حق میں ہوں۔ یہ نہیں ہے کہ میں، revenue کے بلوجستان کو اپنا لیکس بندیا بلوجستان کی اپنی generally, I believe frame-work mechanism اور infrastructure-system generation کو improve کرنی چاہئے۔ BRA ہے۔ اس کو دوسرے صوبوں کی طرح strengthen کرنی چاہئے۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے اپنے ادارے جن کو ہم بنارہے ہیں، وہ ہمارے اپنے لوگوں کیلئے بوجھ نہیں بن جائیں۔ اس لئے میں دوبارہ یہی گزارش کرتا ہوں کہ اسکو ایک کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔ ہم جلد بازی نہیں کریں گے۔ ہمارے پاس ہفتہ، دس دن ہیں۔ ہم اگلے اجلاس میں یہ جو چھوٹے موٹے سقム ہیں، یہ بھی اسکی دور کریں۔ اس کے بعد تھوڑی سی اسیں clarity آجائے۔ اس کے بعد اسے منظوری کیلئے پیش کیا جائے۔ شکر یہ۔

میڈم چیئر پرسن۔ محترمہ! معزز رکن کی تسلی کیلئے حکومت اپنا موقف پیش کرے۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ حکومت خزانہ)۔ میڈم چیئر پرسن! میں یہ clear کرنا چاہتی ہے کہ یہ کسی عام عوام پر اسکا بوجھ نہیں آیا گا۔ یہ صرف کشم کشم کیلئے ہے۔ اور جو 1% ٹیکس ہمیں ملے گا وہ عوام کی فلاج و بہبود کیلئے استعمال ہو گا۔ ہمیلتھ کیلئے، ایجوکیشن کیلئے یہ پیسے use ہو گا۔ چونکہ تین صوبوں میں already سب لے رہے ہیں، واحد ہمارا صوبہ رہ گیا ہے۔ اور اگر اسیں ہمارے عوام کیلئے فائدہ ہے اور daily کی بنیاد پر 80 سے 90 کروڑ روپے ہمارے ضائع ہو رہے ہیں۔ تو کیا یہ اچھا نہیں ہو گا کہ ہمارے صوبے کو ہمارے لوگوں کیلئے وہ پیسے آئیں۔ کیونکہ بہت بڑے پیانے پر custom-clearance business ہو رہا ہے۔

میڈم چیئر پرسن۔ جی! قائد ایوان صاحب۔

جامعہ میر کمال خان عالیانی (قائد ایوان)۔ جناب اسپیکر! معزز رکن کہہ رہی تھی کہ باقی صوبوں نے 18th amendment کے بعد یہ Revenue Act آیا ہے۔ صوبہ پنجاب، صوبہ سندھ اور صوبہ KP کا آیا۔ بلوجستان نے ابھی بنایا بلوجستان روپ نیوا تھارٹی۔ پھر انہوں نے ایک proposal کہ ہر صوبے کو import کی مدد میں جو روپیوں ایک درکار ہے۔ یہ جو SAS-infrastructure والہ، یہ بالکل focus ہو گا۔ جو بھی ہمارے صوبے کے اندر چیز import ہو کے آئیگی۔ گواہ کے اندر خاص کر جتنی

بھی آئیگی، وہ پھر ملک کی کسی بھی جگہ کی طرف جاتا ہے۔ اُس پر وہ SAS ہم گوادر پر import کی لیا کریں گے۔ اور اگر اسی طرح کوئی اور import area ہے، جس طرح اگر bordering-area سے کہیں سے import کی شکل میں آتے ہیں بلوچستان میں inter کرتے ہیں۔ یہ SAS کے internal system (statistical analysis system) صرف اس چیز کے لئے لیا جائے گا۔ اندر ملک کے focus کوئی بھی trade، کوئی چیز آگے پیچھے جانے سے related نہیں ہوگا۔ بلکہ totally focus on-imported ہے چیزوں پر جو اس ملک کے اندر آئیں گی۔ اگر کراچی پورٹ پر آتی ہیں۔ تو سنده گورنمنٹ ان سے حالیہ لے رہی ہے۔ تقریباً 1% لے رہی ہے۔ اور اگر کل کو انشاء اللہ گوادر پورٹ پر بھی یہ چیزیں ships لگانا شروع ہوں گا اور ہمارے پورٹ پر آئیں گے۔ تو ہم ان سے وہ import tax 1% لیں گے۔ تو اسکے حوالے سے تھوڑی سی یہ ہے کیونکہ باقی جگہوں پر تقریباً یہ سلسلہ جارہا ہے۔ اور ایک basically custom related connected عرصے سے لے رہے ہیں۔ تقریباً کوئی پانچ سال سے لے رہا ہے، کوئی چھ سال سے لے رہا ہے۔ اور اگر اس کی منظوری ہم لوگ اپنے Act کی صورت میں for the first time اور اسمبلی سے دیں گے۔ تو بہت یہ بڑا ایک amount already رکھا ہوا ہے۔ اس کو ہم نے ابھی تک clear نہیں کیا ہے۔ تو یہ صرف import-related ہے۔ اور کچھ نہیں ہے۔ اندر وہ ملک جو بھی trade ہو اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ import پورٹ پر جو بھی آئیگی اُس پر 1% لگے گا۔ اور اس کا صرف ہمیں یہ یونیورسٹی ملے گا۔ اس کے اندر مزید کچھ نہیں ہے۔ صرف نہیں تک limited ہے۔

میڈم چیئر پرسن۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصدرہ قانون نمبر 2019ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟۔ منظور؟۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصدرہ 2019ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

جی وزیر محکمہ خزانہ! بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصدرہ 2019ء کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سکرٹری برائے وزیر اعلیٰ مختار خزانہ)۔ میڈم چیئرمین! میں بشری رند، پارلیمانی سکرٹری برائے وزیر اعلیٰ مختار خزانہ، وزیر مختار خزانہ کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون نمبر 3 (مسودہ قانون نمبر 3) مصروفہ 2019ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم چیئرمین۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصروفہ 2019ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟۔ کیا agree کرتے ہیں آپ ممبرز؟۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصروفہ 2019ء کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر خزانہ! بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصروفہ 2019ء کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سکرٹری برائے وزیر اعلیٰ مختار خزانہ)۔ میں بشری رند، پارلیمانی سکرٹری برائے وزیر اعلیٰ مختار خزانہ، وزیر مختار خزانہ کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصروفہ 2019ء کو منظور کیا جائے۔

میڈم چیئرمین۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصروفہ 2019ء کو منظور کیا جائے؟۔ ہاں یا نا؟۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان بنیادی ڈھانچہ ترقیاتی محصول کا مسودہ قانون مصروفہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 3) مصروفہ 2019ء کو منظور کیا جاتا ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔

اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 14 فروری 2019ء، بروز جمعرات، بوقت سہ پہر 03:00 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06:00 بجے 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)